رجسٹرڈ انگلشیہ نمبر

رجسٹرڈ آصفیہ نمبر ۱

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

ہفتہ وار

مملکت

ایڈیٹر
میر حسن الدین بی اے ال ال بی (عثمانیہ)

شرح چندہ
سالانہ ۷
ششماہی ۴
سہ ماہی ۲

شرح چندہ
سالانہ ۷
ششماہی ۴
سہ ماہی ۲

قیمت پرانا پرچہ (۴)

قیمت فی پرچہ (۲)

جلد ۳ | ۷ ار اردی بہشت ۱۳۵۳ ف | ۱۵ ربیع الاول ۱۳۶۳ھ | ۱۱ مارچ ۱۹۴۴ء شنبہ | نمبر ۴

کانگریسی لیڈروں کا فرض

وقت کا تقاضا

دہلی کے ممتاز کانگریسی رہنما ملک کی سیاسی حالت اور فوری مسائل پر غور کرنے کے لئے اکٹھے ہو رہے ہیں۔ آج ہمارے ملک پر جو بے عملی، جمود، مایوسی کے سیاہ بادل چھائے ہوئے ہیں ان حالات میں سیاسی اور فوری مسائل کو مشترک کرنے کے لئے اقدام کرنا ایک امید افزا شگون ہے جس سے حالات تبدیل کرنے کا احساس ظاہر ہوتا ہے۔

ہمارے سامنے یہ نہایت اہم سوال ہے کہ ملک کو اس دلدل سے کس طرح نکالا جائے؟ اس کا حل جمود طاری کرنے کے جوشیلے نعرے نہیں ہیں بلکہ عوام کی ضروریات کی بنیاد پر ان کو بیدار کرنے کی راہ میں پوشیدہ ہے۔ آج کانگریسیوں کے اکٹھا ہونے کا نتیجہ اسی صورت میں نکل سکتا ہے کہ وہ اپنے صوبے کے عوام کو غذا حاصل کرنے اور قحط اور بھوک کے خلاف جد و جہد کرنے کا راستہ دکھائیں۔ غذا کا مسئلہ ہمارے ملک کے لئے اہم ترین ہے گاندھی جی نے وائسرائے سے خط و کتابت میں اس کی اہمیت ظاہر کی تھی۔ مسز سروجنی نائیڈو نے رہائی کے بعد ہی عوام کو غذا فراہم کرنے کے لئے پر جوش اپیل کی تھی۔ لیکن اس کے باوجود کانگریسی غذائی کام کرنے سے جھجکتے رہے ہیں اور اگست کی تحریک کے نام پر اس کام میں حصہ لینے کا جواز پیش کرتے ہیں۔ الہ آباد کی اس میٹنگ میں جہاں تک کہ دو کم از کم اپنے صوبہ کا تعلق ہے کانگریسیوں کو چاہیے کہ وہ یہ رویہ ترک کر دیں۔ انہیں یہ نظر انداز نہیں کرنا چاہیے کہ یو پی فاضل پیداوار کا صوبہ ہے جو ان ضرورتمند صوبوں کی بہت کچھ امداد کر سکتا ہے جنہیں نوکر شاہی کی

نالائقی کی بدولت فاقہ کشی کی مصیبت جھیلنی پڑ رہی ہے۔ بنگال کو پچھلے سال قحط کے مارے میں اس کو صحت فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ ان کے صوبہ کی غذائی حالت بہتر نہیں ہے عوام غیر معمولی قیمتوں کے بارے دبے جا رہے ہیں۔ اگر حالات کو ان کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا گیا تو اونچی قیمتوں کی وجہ سے قحط اور تباہی عام ہو جائے گی۔

کانگریسی رہنماؤں کو چاہیے کہ وہ عوام کو ان حالات سے بچنے کی تنبیہ کریں اور ہر ایک کانگریسی کے دل و دماغ پر یہ بات ثبت کریں کہ دوسری جماعتوں کے ساتھ متحد ہو کر غذائی کام کرنا محب وطن کے لئے لازمی ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ اس میٹنگ میں کانگریسی محبان وطن کو اس راستے سے ہٹانے کی کوشش کی جائے گی۔ بعض کانگریسی یہ خیال کرتے ہیں کہ متحدہ محاذ کے بغیر سیاسی مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔ وہ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ غذا اور امن و امان کے لئے کام کرنا آزادی کے راستے سے ہٹنا ہے۔ اس خیال کے لوگ ویول کی تقریر سے غلط فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں گے اور کانگریسی محبان وطن کو ورغلائیں گے لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اس قسم کے حضرات پچھلے ڈیڑھ سال کے تلخ تجربات سے سبق حاصل کرنے سے قاصر رہے اور انہوں نے ویول کی تقریر سے بھی کچھ نہیں سیکھا۔ ان پچھلے اٹھارہ مہینوں میں نوکر شاہی نے ہمیشہ ہمارے سوچنے کے طریقے سے فائدہ اٹھایا ہے اور گروہ در گروہ سیاسی جماعتوں کی

باہمی نااتفاقی۔ متحدہ محاذ مضبوط کرنے کے بعد ہی سیاسی جمود ختم کیا جا سکتا ہے اور نوکر شاہی کی چالیں ناکام بنائی جا سکتی ہیں۔

ہمارا کی فضا اس وقت تک پیدا نہیں ہو سکتی جب تک کہ کانگریسی رہنما کانگریس اور لیگ کے متحدہ محاذ کے لئے زبردست تحریک شروع نہ کریں کانگریسی حلقوں میں لیگ کے مطالبہ حق خود اختیاری کے بارے میں بڑی غلط فہمیاں ہیں اور وہ اس کے متعلق کانگریس کی پوزیشن بھی اچھی طرح نہیں سمجھتے۔ اکثر کانگریسی کانگریس کی مقصد ہندوستان کو دعویدار بنانے میں غلط بیانی سے کام لیتے ہیں۔ وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ کانگریس حق خود اختیاری کو تسلیم کرنے کے لئے کافی آگے بڑھ چکی ہے۔ دراصل یہی غلط فہمی ہے جس نے لیگ اور کانگریسی محبان وطن دونوں کو بے بس بنا دیا ہے۔

الہ آباد کی میٹنگ میں اس مسئلہ پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہیے۔ یہ نیعد

(بقیہ سلسلہ صفحہ ۷ پر)

حکمت ہفتہ وار

جلد ۳	۷ ہراردی بہشت ۱۳۵۳ف	نمبر [illegible]

حکومت یا ساہوکار

پریشان عوام کس کی پناہ ڈھونڈیں؟

مقامی ساہوکار اور غلہ کے بیوپاریوں نے نواب صدر اعظم بہادر کی خدمت میں حاضر ہو کر تعاون عمل کا جو وعدہ کیا تھا اس کے نتائج جہاں تک عام بازاروں کا تعلق ہے ہنوز ظاہر نہیں ہوئے۔ نہ تو غلہ کی معمولی تجارت عود کر آئی اور نہ چور بازار کا انسداد ہوا۔ بلکہ الٹا شبہ ہوا کہ حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن نے اپنے گوداموں سے ماہ فروری میں جو غلہ مقامی چلر فروشوں کو فروخت کرنے کی غرض سے حوالے کیا تھا اس کا بیشتر حصہ چور بازار میں چلا گیا اور نتیجۃً غریب عوام کو پورا مہینہ پریشانی میں گزارنا پڑا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ سکندرآباد جو اناج کی خوردہ فروشی کا زبردست مخزن تھا اب بہت سے حیدرآبادیوں کے لئے ماہ گزشتہ کے دوران میں غلہ کا مارکٹ بنا رہا اور انہیں بہت گراں نرخوں پر غلہ دستیاب ہو سکا۔ اضلاع سے جو شکایتیں وصول ہو رہی ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ علاقہ خالصہ کا غلہ غیر خالصہ علاقوں میں اسمگل کیا جا رہا ہے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ اب غذائی مسائل سے متعلق صورت حال اس نوبت پر پہنچ گئی ہے کہ ارباب حکومت کو بہت جلد اور کافی غور و خوض کے بعد حسب ذیل امور کو تصفیہ کرنا چاہئے۔

(۱) ساہوکاروں اور غلہ کے تاجروں سے تعاون کی کوئی امید کئے بغیر اہل ملک کی غذائی ضروریات کس طرح پوری کی جا سکتی ہیں؟

(۲) ممالک محروسہ کی حد تک غذائی نظم و نسق میں انتہائی مرکزیت کس طرح قائم کی جا سکتی ہے تاکہ غیر خالصہ علاقہ جات یا سکندرآباد چور بازار کے مرکز نہ بن جائیں۔

یہ دونوں مسائل ایسے ہیں جن کے صحیح تصفیہ کے لئے دماغ سے زیادہ دل اور جگر کی ضرورت ہے۔ حکومت کی غذائی پالیسی تا حال اس حسن ظن کی بنا پر چلائی جاتی رہی ہے کہ ساہوکار اور بیوپاری شاید تعاون عمل کریں۔ گزشتہ چار سال کا تلخ تجربہ بتاتا ہے کہ ہر موقع پر حکومت کا حسن ظن غلط ثابت ہوا۔ اس کو بیوپاریوں کی انتہائی سفاکی سمجھنا چاہئے کہ ایک جانب وہ اپنے ذخائر کو چھپاتے ہیں اور دوسری جانب کارپوریشن کے فراہم کردہ غلہ کو بھی چور بازار کے لئے مختص کر لیتے ہیں۔ اگر یہی حالت رہی تو چند ماہ کے بعد کارپوریشن کے ذخائر اور مشترکہ ادائی حصہ پیداوار کی اسکیم کے تحت جمع کیا ہوا غلہ ساہوکاروں کے نذر ہو جائے گا اور بجائے اس کے کہ حکومت ان کے ذخائر برآمد کرتی وہ حکومت کے ذخائر کو اپنے گوداموں میں درآمد کر لیں گے۔

ہم حکومت کو انتہائی خلوص اور انتہائی شدت کے ساتھ متنبہ کرنا چاہتے ہیں کہ اگر اس کی موجودہ نرم پالیسی اور ساہوکاروں سے اس کا حسن ظن قائم رہا تو حکومت کو ایک دن ہزیمت اٹھانی پڑے گی۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ عہدہ داران مال مشترکہ ادائی حصہ پیداوار کا غلہ جمع کریں اور کمرشیل کارپوریشن کھلے بازار میں غلہ خریدے اور اس طرح ملک کی کل غذائی ضروریات کی تکمیل حکومت کی جانب سے کی جائے؟ اگر اس غرض کے لئے حکومت کو جدید اختیارات حاصل کرنے کی ضرورت ہو تو اس مسئلہ پر حکومت غور کرے پیش گاہ اقدس میں معروضہ گزران سکتی ہے۔ جس طرح کارپوریشن کو باجرہ کی خریدی کا اجارہ دیا گیا ہے اسی طرح چاول، جوار، اور گیہوں کی خریدی کا بھی اجارہ دیا جا سکتا ہے۔ اور دیگر صوبہ جات ہند کی طرح غلہ کی خانگی تجارت قطعاً مسدود کر دی جا سکتی ہے۔ ایک دوسری صورت بھی ممکن ہے۔ مشترکہ ادائی حصہ پیداوار کے تحت اس وقت کاشتکار سے اس کی پیداوار کا جو حصہ خریدا جا رہا ہے اس میں مناسب اضافہ کیا جائے کاشتکار اور اس کے بال بچوں کی ضرورت کا غلہ چھوڑ کر باقی سارا غلہ حکومت خود کاشتکار سے مناسب بلکہ نیاضانہ نرخ پر خرید سکتی ہے۔ کاشتکار سے زیادہ بیچارہ کون ہمدردی کا مستحق ہے۔ کوئی شہری یہ نہیں چاہتا کہ کاشتکار کو اس کی محنت کا پورا صلہ نہ ملے۔ اگر انہیں کچھ شکایت ہے تو وہ درمیانی اشخاص سے ہے جو کاشتکار کی محنت کی پیداوار کو اپنے قبضہ میں لا کر ملک کے غریب عوام کو فاقوں میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں اور حتی المقدور یا معقول طریقوں سے کن لئے نفع کمانا چاہتے ہیں۔ ضرورت ہے کہ اس درمیانی طبقہ کو کاشتکار اور صارفین کے درمیان سے ہٹا دیا جائے اور یہ مقدس فرض صرف حکومت ہی انجام دے سکتی ہے بشرطیکہ وہ عزم اور ہمت سے کام لے۔ مگر حکومت نے اب تک اپنے عزم اور ہمت کا کوئی نمایاں ثبوت پیش نہیں کیا بلکہ ہر نوبت پر وہ ساہوکاروں اور نفع اندوزوں سے سمجھوتہ کرنے پر مائل نظر آتی رہی۔ عوام کی پریشانیوں کو دیکھ کر ہمیں یہ کہنے پر مجبور ہونا پڑ رہا ہے کہ اگر حکومت سرکار عالی کا سررشتہ مال اور حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن اپنے وسیع تر ذرائع اور کثیر سرمایہ کے باوجود ملک کی غذائی ضروریات کی تکمیل نہیں کر سکتے تو بہتر ہے کہ حکومت غذائی مسئلہ سے دست کش ہو جائے۔ اس سے ایک فائدہ تو یہ ضرور ہوگا کہ کاشتکار اور صارفین تنگ آمد بجنگ آمد کے اصول پر درمیانی منافع گیروں اور انسانیت کے دشمنوں کو اچھی طرح سمجھ لیں گے۔

غذائی مسئلہ اپنے صحیح حل کے لئے عزم اور ہمت کا متقاضی ہے۔ جو حکومتیں اپنے اندر عزم اور ہمت نہیں پاتیں وہ اس مسئلہ کو حل نہیں کر سکتیں۔ حکومت جانتی ہے یا کم از کم اس کو جاننا چاہئے کہ غیر خالصہ علاقہ جات جن میں ہم سکندرآباد کو بھی شامل سمجھتے ہیں غذا کے مخزن بن رہے ہیں لیکن معلوم ہوتا ہے کہ حکومت اس مجبوری کی صورت واضح ہوئی ہے کہ اس خرابی کو رفع نہیں کر سکتی۔ مسٹر گرگسن نے اپنی ایک تقریر میں کہا تھا اور سچ کہا تھا کہ غذا یا تناجی اسی سے جنگ کر سکتی جنگ۔ اس کے باوجود کیوں صورت بگڑتی جا رہی ہے ہم سمجھنے سے قاصر ہیں۔ عوام حکومت سے یہ معلوم کرنے کا حق رکھتے ہیں کہ وہ اپنی غذائی ضروریات کی تکمیل کے لئے حکومت پر انحصار کریں یا ساہوکاروں کا منہ تکیں۔

ہم ان لوگوں میں سے ہیں جو حکومت کی غذائی پالیسی کو نہایت درست اور عوام کی فلاح و بہبود پر مبنی سمجھتے ہیں لیکن اگر حکومت کو خود اپنے احکام کی لاج نہ ہو اور وہ ہر نوبت پر ساہوکاروں کے تعاون کی منتظر رہے تو حکومت کو یقین دلاتے ہیں کہ ملک کا غذائی مسئلہ کبھی حل نہیں ہو سکتا ہماری ناقص رائے میں ——— ہم اس مسئلہ کے ماہر ہونے کے کبھی مدعی نہیں رہے ——— حکومت کو جو فیصلہ کر لینا چاہئے کہ وہ خود کھیتوں سے بازار تک غلہ لا سکتی ہے یا نہیں۔ اگر اس کی ماہرانہ مشنری اور اس کے عہدہ داروں کا تجربہ اور دیانت اس بار گراں کو سنبھال سکتے ہیں تو بہتر ہے ورنہ محکمہ رسد اور کمرشیل کارپوریشن کو برخاست کر دیا جائے۔

ہمیں حیرت ہے کہ کس بنا پر حکومت ساہوکاروں کے تعاون کی توقع رکھتی ہے۔ جب مشترکہ ادائی حصہ پیداوار کی اسکیم نافذ ہوئی تو وہ ساہوکار جو اس اسکیم کو ناکام کرنا چاہتے تھے آگے بڑھے اور گوداموں کے انتظامات اپنے ذمہ لینے لگے۔ آج حکومت کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ گوداموں کے

انتظامات اس طبقہ کے ہاتھ میں دینے سے اسکیم کو سخت نقصان پہونچا۔ ان حضرات نے ایک طرف کاشتکاروں کو ستایا۔ ان سے زائد مال کم دام دے کر وصول کیا اور دوسری طرف انتظامات ایسے ناقص رکھے کہ بر وقت غلہ مہیا نہ ہوسکا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ منڈیاں جو صدر مقام و اضلاعات سے الگ رہیں ان میں بعض صورتوں میں ایک ایک ہفتہ تک غلہ نہیں پہونچا۔ یہ تلخ تجربہ حکومت کے لئے کافی سبق آموز تھا لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہنوز روز اول ہے۔

حکومت نے زیادہ غلہ اگاؤ کی مہم شروع کی۔ بڑے کاشتکاروں اور ساہوکاروں نے اس مہم کو ناکام کرنے کے لئے رعایا کو ترغیب و تحریص کے ذریعہ نقدی اجناس کی کاشت پر آمادہ کیا۔ چنانچہ اس سال نقدی اجناس کی جو پیداوار ممالک محروسہ میں ہوئی ہے اس کی مثال مشکل سے گزشتہ سالوں میں مل سکتی ہے۔ توقع تھی کہ حکومت ان خاطیوں کو اس طرح سزا دیگی کہ نقدی اجناس کی برآمد کا اجارہ کمرشیل کارپوریشن کو دیدیا جاتا۔ ہم نے متعدد مرتبہ حکومت کو اس مسئلہ پر متوجہ بھی کیا تھا لیکن چند روز قبل نشر گاہ حیدرآباد کے ایک اعلان سے ظاہر ہوا کہ انہی ساہوکاروں کو نقدی اجناس کی برآمد کے اجازت نامے دئے جا رہے ہیں۔ اس کے یہ معنے ہوئے کہ خسارہ کا بیوپار کارپوریشن کرے اور نفع کا بیوپار ساہوکار۔ یہ عجیب منطق ہے اور عجیب معاشیات۔

ہم اس مسئلہ کی اہمیت کو شدت سے محسوس کرتے ہیں اور اسی لئے بار بار اس مسئلہ پر لکھنے کی جسارت بھی کرتے ہیں۔ حیدرآباد کا غذائی مسئلہ محض معاشی مسئلہ نہیں ہے اس لئے اس کے حل کرنے میں انتہائی تدبر اور عزم و ہمت کی ضرورت ہے۔ تفصیلات میں گئے بغیر ہم دوبارہ عرض کریں گے کہ۔

(۱) محکمہ رسد کاشتکاروں سے جتنا غلہ راست خرید سکتا ہے خریدے۔

(۲) بازار میں غلہ کی خانگی تجارت قانوناً ممنوع قرار دی جائے اور جملہ اجناس خوردنی کی خرید کا اجارہ کمرشیل کارپوریشن کو دیدیا جائے۔

(۳) کارپوریشن کے تحت انتظامات کی ترتیب کو اعلیٰ معیار پر لایا جائے

(۴) نقدی اجناس کی برآمد کا اجارہ بھی کارپوریشن کو حاصل رہے تاکہ غلہ کی تجارت میں کارپوریشن کو جو خسارہ ہو یا جو اخراجات عائد ہوں ان کی پابجائی نقدی اجناس کی برآمد سے کی جائے۔

(۵) ہر ضلع و تعلقہ میں کارپوریشن اور محکمہ رسد کے نمائندے رہیں جو تعلقداروں اور تحصیلداروں کی ہدایت کے تحت غلہ کی فراہمی کا انتظام کریں۔

(۶) تاجر خود جنگ ساہوکاروں اور بیوپاریوں کو جنہیں عوام سے کوئی ہمدردی نہیں اور جو حکومت کی پالیسی کو ناکام کرنے کی دھن میں ہیں غلہ کی تجارت سے قانوناً ممنوع قرار دیا جائے۔

(۷) بلدہ حیدرآباد ملحقہ علاقہ جات پر بشمول سکندرآباد محکمہ رسد کی راست نگرانی قائم کی جائے تاکہ یہ علاقے چور بازار کی سرگرمیوں کا آماجگاہ نہ بن سکیں۔

یہ چند نکات ہیں جو ہمارے خیال میں حکومت کی فوری توجہ کے مستحق ہیں۔ اگر حکومت یہ سمجھتی ہے کہ ہم ساہوکاروں کے بلاوجہ دشمن ہیں تو ہم یہ عرض کریں گے کہ ہم اپنے گردوپیش قلت و گرانی کے جو مناظر دیکھ رہے ہیں ان کا یہی تقاضا ہے کہ ہم غذائی مسائل میں ساہوکاروں کے تعاون سے قطعاً مایوس ہو جائیں۔ اور اگر حکومت یہ خیال کرتی ہے کہ ہم نے اس پر کم ہمتی کا جو الزام عائد کیا ہے وہ بیجا ہے تو ہم بلاتکلف اپنے الزام کو معذرت کے ساتھ واپس لے لیں گے بشرطیکہ حکومت عزم و ہمت کا ثبوت دے۔ ہمیں تو تعجب ہے کہ حکومت اور ساہوکار جہاں سات کروڑ کی بدنیتی پر کھیل رہے ہیں ہم یہ سب کچھ عوام کے مفاد اور سہولت کی خاطر لکھ رہے ہیں۔

ترکی برطانوی گفت و شنید

قاہرہ۔ ۱۰ مارچ۔ ترکوں کو فوجی رسدوں کی فراہمی کی موقوفی کے باعث صورت حال کو بے حد نظر سے دیکھا جا رہا ہے اس پر مشرق وسطیٰ کے مقتدر حلقوں نے اپنی مایوسی کو پردہ خفا میں نہیں رکھا۔ یہاں سمجھا جاتا ہے کہ ترکوں سے گفت و شنید کا کوئی مزید امکان نہیں تاوقتیکہ ترکوں کی طرف سے اطمینان بخش نوعیت کی تجویز پیش نہ ہو۔ گفت و شنید ترک کر دینے کا برطانوی فیصلہ ترکوں کے لئے صدمہ کا موجب ہوا اور سمجھا جاتا ہے کہ ترکوں کو اب یہ ذہن نشین کر لیا کہ انہوں نے بہت زیادہ مطالبہ کیا تھا۔ برطانوی فوجی وفد سے جو گفت و شنید ہوئی اس کے دوران میں ترکوں نے ان رسدوں اور سامان کے لئے اصرار کیا جن کا تعین انقرہ میں کیا گیا تھا۔ اس فہرست کو برطانوی حکومت نے منظور کر لیا تھا اور ایسے زمانے میں جبکہ یہ اغلب دکھائی دیتا تھا کہ جرمن ترکی کی طرف کوچ کریں گے اور شام اور خلیج فارس کی جانب بڑھیں گے۔ ان کی فہرست اس سے بہت زیادہ مکمل تھی جتنی کہ ایک سابقہ مشن نے تجویز کی تھی۔

برطانوی مشن نے جرمن ہوائی حملوں کے خطرہ کو تسلیم کیا تھا لیکن اسے یہ تسلیم نہیں تھا کہ وہ اسی پیمانہ کے ہوں گے جن کا ترکوں کو اندیشہ ہے۔ ترکوں نے اپنا جواب برطانویوں کے روبرو ایک خصوصی اجلاس میں دیا جس میں انہوں نے جو ۱۸ جنوری کو ترکی فوج کے چیف آف اسٹاف کے عہدے سے سبکدوش ہوئے کہا کہ اناطولیہ پر قبضہ حاصل کرنے کی غرض سے ترکوں پر غالب تعداد میں افواج خشکی سے حملہ کریں گی۔ ترکوں نے بیان کیا کہ ہوائی حملہ کا خطرہ اس سے دس گنا زیادہ ہے جتنا کہ برطانویوں نے تخمینہ کیا ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ وہ برطانویوں کو اس کی اجازت نہیں دینگے کہ ترکی کو ہوائی اڈوں میں مراکز وغیرہ کی تنصیب کے نظام کی تیاری کے لئے رسدوں کے اشتمالات کریں تاوقتیکہ سارا مطلوبہ سامان وصول نہ ہو جائے۔ اب یہ عیاں ہے کہ گفت و شنید کا ناکام ہونا لازم تھا کیونکہ سیاسی فضا ہی ایسی تھی جس میں یہ گفت و شنید ہوئی۔

اگرچہ فریقین میں راضی نامہ کا ڈھانچہ کسی حد تک موجود تھا لیکن ترکی کے سیاسی حلقے اس امر کے متمنی تھے کہ اپنے ملک کو کسی طرح پر جنگ میں شامل کئے بغیر جس قدر زیادہ سامان ممکن ہو حاصل کریں۔ یہ معلوم ہوا ہے کہ اسی وجہ سے ترکوں نے غیر متناسب رویہ اختیار کیا اور ان کے روبرو جو شہادت پیش کی گئی اس سے انہیں یقین نہیں ہوا۔ گفتگو پلٹ پلٹ کر یہی نقطہ آتی رہی۔ جرمن حملہ کے خطرات کی نسبت ترکوں کا بیان مبالغہ آمیز تصور ہے۔ ترکوں نے یہ واضح کر دیا کہ وہ سامان جنگ کی بڑی مقدار کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ ہوا اس کیا یا نصف ... کی رسائی ہیں۔ وہ نصف اصل مقدار ہے اور وہ اس میں کسی تخفیف کو تسلیم نہیں کرتے۔

اُردو کی وسعت و ہمہ گیری

(ایک متعلم السنہ کے قلم سے)

بحوالہ ہے اُردو کے حروف بالواسطہ یا بلاواسطہ طریقہ پر جتنے مستعار لئے جا رہے ہیں۔ اُردو کی حیثیت اور وسعت کیونکر تشخیص کرنے کے لئے ہم یہاں ایک فرانسیسی محقق و ادیب گارساں دتاسی کے خطبات کے اقتباسات پر اکتفا کریں گے۔ منصف مزاج ادیب خود فیصلہ کر سکیں گے جب وہ دیکھیں گے کہ ایک غیر قوم کا شخص اُردو زبان اور فارسی رسم الخط کی نسبت کیا خیالات رکھتا ہے۔ اس نے ۱۹ویں صدی یورپ میں رہ کر اُردو کی خدمت کی ہے اور اس زمانہ میں اُردو کو جو فوقیت حاصل تھی اس کو بیان کرتا ہے۔ اس زمانہ کے بعد جو ترقیاں ہوئیں وہ الگ مستقل قصص ہیں ان کا ذکر اس وقت بیکار ہے۔

گارساں دتاسی اُردو کو ترقی پذیر زبان خیال کرتا ہے اس کا بیان ہے کہ اُردو کو حقیقی ادبی حیثیت حاصل ہے۔ فارسی اور ہندوستانی کی اصل ایک ہے۔ لیکن ہندوستانی کی ساخت ان سے زیادہ سہل اور سادہ ہے۔ پہلے پہل کائستھوں نے فارسی لکھنا پڑھنا شروع کیا اور بعد مسلمانوں اور دوسرے ہندوؤں نے اس کو ترقی دی۔ اُردو ہندوستان میں حرفت و تجارت اور سیاست میں بہت کام آتی ہے۔ ہندوستان میں جتنے یوروپین اور یوریشین ہیں وہ اسی زبان کے توسط سے تعلقات برقرار رکھتے ہیں۔ آکسفورڈ و کیمبرج دونوں یونیورسٹیوں میں ہندوستانی کی تعلیم کا انتظام ہے۔ یہ ہندوستان کے ہر بڑے شہر میں سمجھی جاتی ہے۔ سکوں پر اس کے حروف لکھے گئے ہیں۔ مشرق قریب کے بندرگاہوں اور افریقہ کے ساحل پر بھی لوگ اسی زبان کا استعمال کرتے ہیں۔ مشنریوں کی بیشتر تصانیف اسی زبان میں ہیں۔ پانڈیچری، کاریکل، ماہی میں بھی یہی زبان سمجھی جاتی ہے۔ اور پرتگیزی مقبوضات میں اسی زبان کے ذریعہ کام نکالا جاتا ہے۔ [illegible] میں بھی یہی بولی جاتی ہے۔

اُردو بہ نسبت ہندی کے زیادہ وسیع ہے۔ اس میں فارسی اور عربی کی ساری خوبیاں موجود ہیں جیسے انگلستان میں [illegible] اور فرانسیسی کی آمیزش عمل میں آئی۔ عربی میں سریانی اور یونانی الفاظ کی آمیزش ہوئی۔ فرانسیسی میں لاطینی و یونانی الفاظ گھس گئے۔ فارسی میں عربی الفاظ مستعمل ہوئے۔ اسی طرح اُردو میں فارسی عربی سنسکرت اور ہندی کے [illegible] ہیں۔ چونکہ یہ زبان مختلف زبانوں کے میل سے بنی ہے اس لئے اس کے بولنے والوں کو غیر زبانیں بولنے میں [illegible] دقت [illegible] دوسری [illegible] آسانی سے سیکھ جاتے ہیں [illegible] ہندی کے مقابلہ میں یہ زبان [illegible]

ہندوستان میں وہی حیثیت حاصل کرلی ہے جو فرانسیسی کو یورپ میں حاصل ہے۔ اُردو کا رسم الخط چینی خط کی طرح پیچیدہ نہیں ہے۔ یہ زبان دو طریقہ سے لکھی جاتی ہے۔ ایک نستعلیق اور دوسرے شکست خط میں لیکن ہندی کے بے شمار طریقے ہیں جن کو وہی شخص پڑھ یا لکھ سکتا ہے جس نے بطور خاص ان کا مطالعہ کیا ہو۔ سنسکرت کے قابل تک ان تحریروں کو نہیں سمجھ سکتے۔ یونانی رسم الخط کے علاوہ کائستی اور صرافی رسم الخط وجود میں آئے ہیں۔ صرافی رسم الخط کی تحریر تجارتی اغراض کے لئے ایک قسم کے شارٹ ہینڈ میں لکھی جاتی ہے۔ ان بولیوں کا پڑھنا خود ہندوؤں کے لئے سخت دشوار ہے اور ان کے لئے بھی یہ بولیاں وہی حیثیت رکھتی ہیں جو کسی اجنبی زبان کی ہوتی ہے۔ عربی الفاظ کو ناگری خط میں پڑھنا سنسکرت الفاظ کو فارسی رسم الخط میں پڑھنے سے زیادہ دشوار ہے۔ ہندوستانی زبان کو لاطینی رسم الخط میں لکھنا بھی مفید نہ ہوگا کیونکہ لاطینی حروف کے ساتھ جو دوسری تحریری علامتیں رائج کرنی پڑیں گی ان کو لکھنا موجودہ حروف تہجی کے سیکھنے سے کہیں زیادہ دشوار ثابت ہوگا۔ فارسی رسم الخط میں سب مخارج اچھی طرح ادا کئے جا سکتے ہیں۔ سوائے ان مخارج کے جو زبان کو تالو سے لگاتے وقت نکلتے ہیں۔ ہندی حروف کو ان سے ممیز کرنے کے لئے خاص علامتیں ہیں۔ چنانچہ فارسی رسم الخط میں ہندی کے سارے الفاظ لکھے جا سکتے ہیں۔ اُردو رسم الخط کے ذریعہ سنسکرت کے ان تمام الفاظ کا پورا صحیح اظہار کیا جا سکتا ہے جو ہندی میں مستعمل ہیں۔ سنسکرت میں تالو سے ادا ہونے والے حروف کی عربی حروف [illegible] سے ادا کیا جا سکتا ہے۔ اگر ثانی الذکر حروف کو ہندی الفاظ میں ختم کر دیا جائے۔ سنسکرت میں [illegible] جو چار ن آتے ہیں ان کے تلفظ میں کوئی فرق نہیں ہوتا ان سب کے اظہار کے لئے عربی (ن) کافی ہے۔ مگر اُردو میں ایسے بے شمار الفاظ ہیں جنہیں دیوناگری حروف سے ادا نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ ث۔ ح۔ ص۔ ط اور ظ کا اظہار نہیں ہوتا۔ اور عربی فارسی کے بہت سے ایسے الفاظ ہندی میں مستعمل ہوئے ہیں جن کو ناگری خط سے اظہار ناممکن ہے۔ مثال کے طور پر ضلع فیض آباد اور ملتان کا علاقہ مظفر آباد اور جالندھر [illegible] ہے۔ ناگری میں [illegible] نہیں لکھا جا سکتا۔ اس کے علاوہ کسی تحریر کے لئے جہاں اُردو میں ایک کاغذ صرف ہوتا ہے وہاں ہندی میں دو ورقے صرف ہوں گے۔ باوجود اس کے ہندی لکھنے میں بہت زیادہ وقت صرف ہوتا ہے۔

جس زمانہ میں فارسی دفتری زبان تھی اس وقت کسی نے اس کی مخالفت نہیں کی حالانکہ وہ اُردو کی بہ نسبت ہندی سے دور کا بھی تعلق نہیں رکھتی تھی۔ جس وقت ۱۸۳۷ء میں برطانوی حکومت نے اعلان کیا کہ فارسی کی جگہ اُردو سرکاری طور پر تسلیم کی جائے گی تو کوئی اعتراض نہیں ہوا۔ اگر سرکاری زبان مقرر کرنے کا سوال ہی چھیڑا ہے تو کیوں نہ ہندوستان کی سب بولیاں سرکاری بنائی جائیں۔ یہ اعتراض کہ ہندوؤں کو اپنے گھروں میں ہندی یا کوئی دوسری زبان اور گھر کے باہر اُردو بولنا پڑتی ہے کچھ زیادہ معقول نہیں کیونکہ یہی حال جینوا اور ویلز کے باشندوں کا بھی ہے۔

ریاستوں کے الحاق کا مسودہ قانون

دارالعوام میں ترمیم پیش کی جائے گی

ویسٹ منسٹر ۱۰ مارچ۔ برطانوی پارلیمان میں [illegible] کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ قانون ہند میں ریاستوں کے الحاق کے لئے جو ترمیمی مسودہ قانون پیش کیا گیا ہے اس میں انڈیپنڈنٹ پارٹی کے لیڈر مسٹر [illegible] دارالعوام کی اگلی نشست میں ایک ترمیم پیش کریں گے۔ اس ترمیم کی غایت یہ ہے کہ وہ ذیلی دفعہ نکال دی جائے جس میں تجویز کی گئی ہے کہ [illegible] کے تحت ہند کے اختیارات اس وقت [illegible] کو منتقل ہیں وہ ان بڑی ریاستوں کے سپرد کر دئے جائیں جن سے کہ [illegible] ملحق کی جانے والی ہیں۔

یہ ترمیم مسٹر [illegible] نے اپنی اس رائے کے تحت پیش کی ہے کہ اس بات کی کوئی ضمانت نہیں ہے کہ چھوٹی ریاستوں میں نمائندہ حکومت کی زیر نگرانی جیسا نظم و نسق قائم ہے بڑی ریاستیں اس سے بہتر نظم و نسق قائم کر دیں گی۔ یہ ترمیم بلاشبہ مسودہ قانون کی منشا کو ختم کر دے گی اور اگر منظور ہو گئی تو اس مسودہ قانون کا مقصد فوت ہو جائے گا لیکن اس بات کا کوئی امکان نہیں ہے کہ انڈیپنڈنٹ لیبر پارٹی کو کوئی زیادہ تائید حاصل ہوگی۔

مسٹر [illegible] نے [illegible] کے نمائندہ سے کہا کہ میں اس مسودہ قانون کو گرانے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا ہوں لیکن اس سے متاثر ہونے والے لوگوں سے مشورہ کئے بغیر [illegible] سے منظور کرانے کے لئے بالجبر جو کوشش کی جا رہی ہے اس کے میں خلاف ہوں۔

وزیر ہند مسٹر [illegible] کی علالت کے بعد آج کی نشست میں شریک ہونے [illegible] اس مسودہ قانون کی پیروی کریں گے۔

"انسداد رشوت ستانی"

معاصر "مشیر دکن" کا تبصرہ

معاصر محترم "مملکت" نے اپنی اشاعت مورخہ ۱۴ خورداد ۱۳۵۲ف میں اپنی اس رائے کا اظہار کرکے کہ محکمہ انسداد رشوت ستانی کے قیام سے جو توقعات اہل ملک کے دلوں میں پیدا ہوگئے تھے وہ پورے نہیں ہو رہے ہیں ہمارے نزدیک اہل دکن کے خیالات کی صحیح ترجمانی فرمائی ہے۔

یاد ہوگا کہ حکومت سرکار عالی کی جانب سے انسداد رشوت ستانی کے جانب "تازہ ترین" عملی اقدام محکمہ انسداد رشوت ستانی کا قیام تھا۔ جس کے لئے مواز ۱۳۵۰ف میں ابتداء ہر سال تقریباً ایک لاکھ روپیہ کی رقم مختص کر دی گئی تھی۔ پبلک میں امید پیدا ہوگئی تھی کہ انسداد رشوت ستانی کے موثر تدابیر ایسی اختیار کی جائیں گی کہ اس پرانی بیماری کا قطعی علاج ہو جائے گا لیکن جیسا کہ معاصر محترم نے فرمایا ہے اس مرض کا استیصال نہیں ہوا بلکہ اس کا بازار اس وقت حسب سابق گرم ہے۔ عام شکایت تو یہ ہے کہ سرقتی جیسے محکمہ وغیرہ کی تکمیل میں اس بیماری کی اشاعت بمقابلہ سابق بڑھ گئی ہے معلوم نہیں یہ کہاں تک صحیح ہے۔

انسداد رشوت ستانی کی ضرورت کا احساس حکومت سرکار عالی کو دو سال قبل ہی ہوا تھا چنانچہ ہمارے آقائے ولی نعمت بندگانعالی متعالی مد ظلہ العالی نے بذریعہ فرمان […] مورخہ ۱۷ ربیع الاول ۱۳۶۲ھ یہ حکم نافذ فرمایا تھا کہ:

> "رشوت دہی و ستانی کا مرض سرکار عالی کے مختلف سررشتوں میں پھیل رہا ہے اور اس کو مفرور اطلاع تک پہنچ گیا ہے میں چاہتا ہوں کہ سررشتہ سے […] انتظامی اس خرابی کو دور کروں جس سے ملازمت سرکار عالی پر ایک بدنما الزام عاید ہو گیا ہے"

فرمان مبارک کے تنفیذ کے دو سال بعد یہ بتایا گیا تھا کہ سررشتہ عدالت سرکار عالی کی حد تک رشوت ستانی کی تحقیقات کرکے اپنی رپورٹ پیش کرنے کی غرض سے ایک کمیٹی زیر اہتمام عدالت العالیہ سرکار عالی مقرر ہوئی تھی۔ مگر کمیٹی کی کوششوں کا کوئی علم پبلک کو نہیں ہوا۔ اس کے بعد جب آنریبل مسٹر محمد عزیز مرزا صاحب صدر المہام عدالت و امور مذہبی پر فائز ہوئے اور مزید دو سال […] اس جانب جیسے توجہ مبذول ہوئی تھی وہ اہل ملک کو یہ امید تازہ ہوگئی تھی کہ یہ تحقیقات زیادہ وسیع پیمانہ پر صرف سررشتہ عدالت کے نہ بلکہ دیگر سررشتہ جات سرکار عالی سے متعلق عمل میں لائی جائے گی۔ مگر یہ معلوم ہو کہ اس اہم مسئلہ کے جانب کوئی توجہ نہیں ہوئی بالآخر ماہ خورداد ۱۳۵۲ف میں ایک رپورٹ کمیٹی تحقیقات متعلقہ رشوت ستانی محکمہ عدالت سرکار عالی شائع فرمائی گئی۔ اس سے پبلک کی امید پوری نہیں ہوئی بلکہ صورت حال بحال و برقرار رہی۔

اس کے بعد کا واقعہ یہ ظاہر ہوا کہ خان بہادر مظفر علی صاحب کی تشریف آوری ہوئی اور صدور محکمہ انسداد رشوت ستانی کے ذریعہ کے لئے ایک لاکھ روپیہ کی گنجائش مختص مواز ۱۳۵۰ف ہوئی تھی اور مقرر ہوئے خان بہادر ممدوح کے تقرر کے بعد پبلک کو یہ معلوم کرنے کا کوئی موقع نہیں ملا کہ انسداد رشوت ستانی کے کیا کیا موثر تدابیر اختیار کی گئی ہیں یا کی جا رہی ہیں۔

اگر ہماری یادداشت غلطی نہ کرتی ہو تو محکمہ مذکور انسداد کا قیام عمل میں آکر تقریباً ایک سال کا عرصہ گذر رہا ہے۔ مگر اب تک کسی ایسی تجویز کی اطلاع نہیں ملی جو عوام کے لئے حوصلہ افزا ہو۔ جس زمانہ میں صیغہ عدالت کی حد تک مسئلہ رشوت ستانی کی تحقیقات ہو رہی تھی اخبارات میں کبھی کبھی یہ خبر شائع ہوتی تھی کہ فلاں حد تک کارروائی ہوئی ہے یا رپورٹ مرتب ہوگئی ہے یا وہ سرکار کے زیر غور ہے وغیرہ وغیرہ مگر حالیہ مدت یکسالہ میں رشوت ستانی کے انسداد کے لئے کیا انتظامات ہوئے ہیں ظاہر نہیں ہو رہا ہے۔

ایسی حالت میں تعجب نہیں کہ عوام میں محکمہ قائم شدہ کے افادیت کے نسبت بدگمانی کا جذبہ آجائے اور ان کے دل یہ بار بار یہ کہتے ہوں کہ اس مرض موذی کا قلع قمع ممکن ہی نہیں ہے!

ہمارے معاصر محترم کا یہ مشورہ کہ پبلک […] خان بہادر سے ملاقات کریں اور یہ دریافت کریں کہ کن چیزوں نے انہیں بے عمل بنا رکھا ہے؟ ہمارے نزدیک کسی مفید نتیجہ کا حامل نہ ہوگا۔ محکمہ انسداد رشوت ستانی کی جو کارروائیاں پنہاں ہیں …… جیسے معلوم کیا ہے کہ وہ زیر عمل ہیں ایسی حالت میں ہمیں امید نہیں ہے کہ خان بہادر ممدوح سے کسی پبلک کارکنان کو کوئی صحیح جواب ملے گا۔ اور عوام کو ایسے وسائل ہی کہاں ہیں جن کے ذریعہ توسط مجلس وضع قوانین استفسارات کرکے ارباب حکومت سے جوابات حاصل کرسکیں۔ ہم کو بجز اس کے کوئی اور راستہ دکھائی نہیں دیتا کہ حسب معمول ارباب متعلقہ کی توجہ موجودہ صورت حال کی جانب جس کے متعلق خبریں زبان زد خاص و عام ہیں دلائیں اور بس!

اجازت کے بغیر مویشیوں کی منتقلی عمل میں نہ آئے

حکومت سرکار عالی نے ترمیم شدہ قانون تحفظ مویشیان سرکار عالی بابت ۱۳۵۲ف کے تحت ایک حکم جاری کیا ہے جس کی رو سے تاریخ اشاعت حکم ہذا سے کوئی شخص بلا اجازت کوئی مویشی یا بھیڑوں کو ممالک محروسہ سرکار عالی کے کسی مقام سے بیرون ممالک محروسہ سرکار عالی کسی مقام کو نہ لے جاسکے تا وقتیکہ ناظم محکمہ […] یا ایسے دیگر عہدہ دار نے جن کو اس نے اس خصوص میں خاص طور پر مجاز کیا ہو اجازت نامہ حاصل نہ کر لیا گیا ہو اور ایسے اجازت نامہ کے شرائط کے مطابق منتقلی نہ ہو رہی ہو۔

اگر کوئی شخص اس حکم کی خلاف ورزی کرے تو اس کو قید کی سزا دی جائے گی جس کی میعاد تین سال تک ہو سکے گی یا اس پر جرمانہ کیا جاسکے گا یا ہر دو سزائیں دی جاسکیں گی۔

زرعی انجمن کا افتتاح

حیدرآباد […] یہاں ایک انجمن […] قائم ہوئی ہے جو عنقریب ایک زرعی انجمن کا افتتاح کرنے والی ہے جس کے زیر اہتمام ملک کے تعلیم یافتہ نوجوانوں کو زراعت کے شعبہ کی طرف راغب کرنے کا سامان کیا جائے گا۔

معلوم ہوا ہے کہ انجمن زراعت پر تحقیقاتی کام کا بھی انتظام کرے گی اور ممالک محروسہ کے مختلف اضلاع میں تجرباتی مزرعے بھی قائم کئے جائیں گے […] تعلیم یافتہ […] سے مستفید ہوسکیں گے بلکہ مزارعین کو بھی فائدہ پہنچے گا۔ انجمن کو انجمن ہائے امداد باہمی کے قوانین کے تحت سرکار میں رجسٹر کرایا جائے گا۔ (ا پ)

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

بلا تنقید

مرکزی اسمبلی میں مسٹر حمید اس مہتا نے کہا کہ اب زمانہ ایک ڈکٹیٹر کا آرزو مند ہے کسی ایسے کراسول یا مسولینی کو دیکھنا چاہتا ہوں جس کے دونوں ہاتھوں میں ایک پستول ہو ایک منافع خوروں کی طرف تنا ہوا اور دوسرا افراط زر کرنے والی کی طرف

عام طور پر مشہور ہے کہ ڈاکٹر گوپی چند پروپیگنڈے کے فن میں ماہر ہے۔ مگر اس کو اس فن میں حقیقی مہارت حاصل کرنے کے لئے حیدرآباد کے ساہوکاروں کے آگے چند روز زانوئے ادب تہ کرنا چاہئے۔

جب ساہوکاروں نے دیکھا کہ حکومت کی غذائی پالیسی عوام کے نقطہ نظر سے سو فیصدی درست ہے تو انہوں نے ہر گودام اور ہر منڈی میں اپنی ہڑتال جاری اور یہ طے کیا کہ ذخیرہ بازی، نفع اندوزی اور چور بازار کو بدستور جاری رکھنے کی ایک ہی صورت ہے کہ حکومت کی پالیسی کے خلاف انتہائی شدت سے پروپیگنڈہ کیا جائے لیکن یہ ظاہر ہونے نہ پائے کہ پردہ کے پیچھے کون ہے اور ایک مقررہ لائحہ عمل کے مطابق ریشہ دوانیاں شروع کر دی گئیں۔

اصول کار ملاحظہ ہو:۔

(۱) نرخوں پر نگرانی قائم رکھنے اور عوام کی ضروریات رفع کرنے کے لئے حکومت جو غلہ جمع کر رہی ہے اس کے متعلق مشہور کر دیا جائے کہ یہ برطانوی افواج کے لئے برآمد کیا جا رہا ہے تاکہ سرکار کو غلہ جمع کرنے میں دقت ہو۔

(۲) مال بازار سے غائب کر دیا جائے اور جب عوام بھوک سے بے تاب ہو کر بازاروں میں جمع ہو جائیں تو انہیں مشتعل کر کے کسی سرکاری دفتر کا راستہ بتا دیا جائے۔

(۳) اگر کسی مقام کے عہدہ داروں میں مسائل غذا کی حد تک تعاون عمل پایا جائے تو ان عہدہ داروں کو آپس میں لڑا دیا جائے۔

(۴) اگر عہدہ دار ذخائر برآمد کرنے آئیں یا مخبروں کو انعام دینے کا اعلان کریں تو مشہور کر دیا جائے کہ جو ذخیرہ حکومت کے ہاتھ لگے گا وہ ملک کے باہر جائے گا اور جو ذخیرہ تاجر کے قبضہ میں رہے گا وہ عوام کے کام آئے گا۔

(۵) اگر کسی شہر میں راشن بندی ہونے والی ہو تو نا واقف عوام کو کہا جائے کہ راشن بندی کے معنے ہیں عوام کا پیٹ مارنا اور غلہ باہر بھیجنا۔

(۶) کاشتکاروں اور تاجروں میں یہ خیال پھیلایا جائے کہ وہ غلہ کی تجارت سے دست کش ہو جائیں ورنہ حکومت انہیں جیل بھیج دے گی تاکہ حکومت مجبور ہو کر قیمتوں پر سے نگرانی اٹھا لے۔

(۷) اگر یہ سارے ہتھکنڈے بے اثر ثابت ہوں تو مقامی عہدہ داروں کے خلاف محضر اور تار روانہ کریں کہ احکام سرکار کی تعمیل نہیں ہو رہی اور رعایا پر ظلم ہو رہا ہے۔

مندرجہ بالا اصول پر ہر ضلع اور تعلقہ میں سرعت کے ساتھ کام انجام پا رہا ہے۔ لیکن یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ ساہوکار یا بیوپاری حکومت سے علانیہ طور پر برسرپیکار ہے۔ اس طبقہ کے ڈاکٹر گوبلز نے یہ ہدایت کی ہے کہ جب کسی عہدہ دار سے ملو تو ہمیشہ یہی کہو کہ ہم سرکار کے حکم کی تعمیل کرنا چاہتے ہیں۔ سرکار کے مقرر کردہ نرخ نہایت اچھے ہیں۔ سرکاری پالیسی غریبوں کے لئے مفید ہے مگر تاجر مجبور ہے کیونکہ اس کے پاس مال نہیں۔ اگر پوچھا جائے کہ مال کیوں نہیں آتا تو یہ جواب دیا جائے کہ مقامی عہدہ دار اور پٹیل پٹواری مال لے جانے نہیں دیتے۔ جب یہی بات ہر شخص کہے گا تو حکومت مجبور ہو کر ہر ضلع اور تعلقہ کے افسروں کو حکم دے گی کہ غلہ کی حمل و نقل پر کوئی پابندی نہ ہو۔ اس حکم کے نافذ ہوتے ہی ایک ضلع کا مال دوسرے ضلع میں اور ایک تعلقہ کا دوسرے تعلقہ میں چھپا دیا جائے تاکہ پولیس کو اس کا پتہ لگانے میں دشواری ہو۔

غرض کہ بظاہر خوشامد اور باطنی مخالفت سے دو فائدے ہو سکتے ہیں۔ پہلے طریقے سے درآمدات کے اجازت نامے حاصل کئے جا سکتے ہیں اور دوسرے طریقہ سے قیمتوں پر سے نگرانی اٹھائی جا سکتی ہے۔ غرض یہ کہ حکومت کی پالیسی کو شکست بھی دی جائے اور حکومت سے تعلقات بھی قائم رہیں۔ کیا ڈاکٹر گوبلز اس فنی مہارت کا مقابلہ کر سکتا ہے؟ ہمیں شک ہے۔

ڈاکٹر مونجے نے ایک صحافتی بیان میں کہتے ہیں کہ سیول آبادی کو اپنی مدافعت کرنے کی تربیت دینی چاہئے اور موجودہ قیود اور رکاوٹوں کے پیش نظر گوریلا لڑائی کے طریقے سے زیادہ آسان اور قابل عمل کوئی طریقہ نہیں ہے۔ ہم گوریلا لڑائی کی ابتدائی تربیت دینے کے لئے بھونسلا فوجی کالج ناسک میں گرمیوں میں ایک رہائشی کیمپ کھول رہے ہیں۔ (ایک خبر)

کیا ڈاکٹر صاحب اس کیمپ میں شریک ہونے والے گوریلوں کے ہندو ہونے کا پیوند لگانا چاہتے ہیں؟

سندھ میں ایک نیا قانون نافذ ہوا ہے جس کی رو سے جہیز لینا جرم قرار دیا گیا ہے۔ شادی سے تین سال قبل اور تین سال بعد بھی دولہن والوں سے تحفے لینا بھی ممنوع ہے۔

(ایک خبر)

ہم اس قسم کی قانون سازی کو تعلیم یافتہ بیروزگاروں کے حق میں ایک زیادتی سمجھتے ہیں۔ ہمارے ایک دوست کا خیال ہے کہ ایسے قوانین کے باوجود بھی کوئی تعلیم یافتہ بیروزگار کسی سیٹھ سے شادی کرے تو جہیز ہی کمائی پوت بیوی تول جاتی ہے۔

گزشتہ ہفتہ ہم نے لکھا تھا کہ ہمارے اور شہروں سے جنگل آ کر جنگلوں کی سرپرستی فرما رہے ہیں۔ ہمارے ایک محترم دوست جو جاگیردار بھی ہیں اس کی وجہ یہ کہتے ہیں کہ جاگیرداروں نے جنگل کا رخ اس لئے کیا کہ شہروں تک کوئی ذمہ دارانہ کام ان کے تفویض نہیں کیا گیا۔ اگر جاگیرداروں کو بڑے عہدے دئے جائیں تو وہ جنگل سے واپس آ جائیں گے۔

دیندار انجمن نے ایک عسکری نظام قائم کیا ہے جس کو خدام دین کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ (ایک خبر)

ہمیں یاد پڑتا ہے کہ دیوبند کی ایک جماعت پہلے سے قائم ہے۔ اگر دیندار انجمن نے کوئی نئی جماعت قائم کی ہے تو اس کی رجسٹری کرا لینی چاہئے تاکہ قدیم و جدید کا امتیاز قائم رہے۔

غلہ کی فراہمی کا عارضی انتظام

اسکیم راتب بندی سے اس انتظام کو کوئی تعلق نہیں

عوام کی سہولت کی خاطر جب سے حکومت سرکار عالی نے اجناس خوردنی کی قیمتیں مقرر کیں تو بعض بیوپاریوں نے مال کو بازار سے غائب کر دیا۔ چونکہ حکومت کے پاس کافی ذخائر موجود ہیں اس لئے عوام کی ضرورت کی تکمیل حکومت اپنے ذخائر سے کر رہی ہے اور کرتی رہے گی۔

۱۰ فروردی ۱۳۵۳ف سے حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن نے چاول اور جوار کے تقریباً ۱۰۰ ہزار تھیلے مقامی چلر فروشوں کو اس غرض سے دیئے کہ اس مال سے شہر کی ضروریات پوری کی جائیں لیکن اس کے باوجود عوام کو قلت اجناس کی شکایت رہی۔ اس کی وجہ یہی ہو سکتی تھی کہ چلر فروشوں نے پورا مال کھلے بازار میں فروخت نہیں کیا بلکہ اس کا بیشتر حصہ چور بازار میں زیادہ داموں پر فروخت کرنے کے لئے روک لیا۔

اگر اسکیم راتب بندی کو فوری نفاذ ممکن ہوتا تو نہ عوام کو کوئی شکایت پیدا ہو سکتی تھی اور نہ غلہ فروشوں کو اس کا موقعہ ملتا کہ وہ مال کو کھلے بازار میں مقررہ نرخوں پر فروخت کرنے کے بجائے چور بازار میں زیادہ نرخوں پر فروخت کرنے کے لئے محفوظ کر لیتے۔

لیکن چونکہ راتب بندی کی مکمل اسکیم کی نفاذ میں چند ہفتوں کی دیر ہے اور اس درمیانی مدت میں عوام کی پریشانی کا ازالہ ضروری ہے اس لئے محکمہ رسد نے یہ طے کیا ہے کہ غلہ کی چٹھیات تقسیم کرنے کا انتظام کرے اور اجازت یافتہ دوکانداروں کو حکم دے کہ وہ چٹھی کی بنیاد پر جو غلہ فروخت کریں اس کا باقاعدہ حساب کتاب رکھیں۔ اس طریقہ کار میں دو فوائد مضمر ہیں۔ ایک یہ کہ ہر خاندان کو محکمہ راتب بندی کی عطا کردہ چٹھی کی بنیاد پر اس کی ضرورت کا غلہ مل جائے گا۔ اور دوسرا فائدہ یہ ہے کہ حساب کتاب کی پابندی کی بدولت تمام وہ غلہ جو عوام کی ضرورت کے لئے منجانب حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن فراہم کیا جا رہا ہے کھلے بازار میں سرکاری نرخوں پر عوام کے ہاتھ فروخت ہوگا۔

چونکہ غلہ کی دوکانوں کی تعداد میں معتدبہ اضافہ کر دیا گیا ہے۔ اس لئے دوکانوں پر ہجوم اور مال کے حاصل کرنے میں تاخیر کے امکانات کو بڑی حد تک گھٹا دیا گیا ہے۔ چٹھی عطا کرنے کا جو طریقہ اختیار کیا گیا ہے اس کا اسکیم راتب بندی سے کوئی تعلق نہیں ہے یہ ایک عارضی انتظام ہے جو وقتی ضرورت کو رفع کرنے کے لئے اختیار کیا جا رہا ہے۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ ہر خاندان کو اس کے مکان پر ایک چٹھی پہنچا دی جائے گی جس میں غلہ کی وہ مقدار درج ہوگی جو اس خاندان کے لئے کافی ہوگی۔ غلہ کی مقدار کا تعین ان اعداد کی بنا پر کیا گیا ہے جو محکمہ راتب بندی نے اسکیم راتب بندی کے نفاذ کے ضمن میں جمع کئے ہیں۔ چٹھیوں کا اجرا ہونے پر اس خاندان کو اس کا حق ہوگا کہ کسی سرکاری یا راتب بندی کی دوکان سے چٹھی پیش کرکے ایک وقت ہفتہ بھر کے لئے چاول یا جوار خریدے۔ اس کے یہ معنی نہیں ہوں گے کہ کسی خانگی دوکان سے یہ غلہ خریدا نہیں جا سکتا۔ جو اشخاص چٹھی سے استفادہ نہ کرنا چاہیں وہ کسی خانگی دوکان سے بھی بلا چٹھی غلہ حاصل کر سکتے ہیں۔ ایسی صورت میں محکمہ راتب بندی متوقع ہے کہ وہ محکمہ کی عطا کردہ چٹھی کو واپس کر دیں یا اس کو بطور خود ضائع کر دیں تاکہ کوئی غیر مستحق شخص اس چٹھی سے استفادہ نہ کر سکے۔

اگر کسی خاندان کو چٹھی نہ ملے یا دیر سے ملے تو قریب ترین وارڈ آفس میں دریافت کیا جا سکتا ہے۔

جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے یہ انتظام عارضی ہے اور اس کو اسکیم راتب بندی سے کوئی تعلق نہیں۔ اس عارضی اسکیم کا منشا صرف یہ ہے کہ محکمہ رسد کو اس کا اطمینان ہو جائے کہ کارپوریشن کی جانب سے جو غلہ عوام کے لئے فراہم کیا جا رہا ہے وہ عوام تک پہنچ سکے اور چور بازار میں چلا نہ جائے۔ یہ امید کی جاتی ہے کہ عوام اس عارضی اسکیم سے صحیح استفادہ کریں گے۔

یہاں ایک اور بات بتا دینا بھی ضروری ہے۔ عوام کو یہ شکایت ہے کہ انہیں اچھے قسم کا چاول نہیں ملتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حکومت نے چاول کی گرنیوں کو حکم دیا ہے کہ وہ (۲۵) فیصد سے زیادہ کونڈہ ضائع نہ کریں۔ یہ حکم اس مصلحت پر مبنی ہے کہ چاول کا قوت بخش حصہ ضائع نہ ہو۔ یہ حکم اطبا اور ماہرین غذائیات کے مشوروں کی بنا پر جاری کیا گیا ہے۔ اس کی دوسری مصلحت یہ ہے کہ اس عمل سے چاول کی مقدار میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔

کھڑی چاول کی درآمد جو بالعموم برما سے ہوا کرتی تھی فی الوقت مسدود ہے اس کے علاوہ ذخیرہ اندوزوں نے اچھا چاول زائد نفع کی توقع میں چھپا دیا ہے۔ حکومت اس مال کو برآمد کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ ان حالات میں عوام سے توقع ہے کہ وہ بہتر چاول کی خریدی پر اصرار نہیں کریں گے بلکہ اس وقت جو مال بازار میں مل رہا ہے اس سے اپنی ضرورت رفع کریں گے۔

اس امر کا اعادہ کیا جاتا ہے کہ جو چاول فروخت کیا جا رہا ہے وہ پالش کئے ہوئے سفید چاول کے مقابلہ میں زیادہ قوت بخش اور صحت بخش ہے۔

کانگریسی لیڈروں کا فرض

(بقیہ سلسلہ صفحہ ۱)

وہاں کی تقریر کا مناسب جواب ہوگا اور نوکر شاہی کی جو دو رخی پالیسی ہے وہ جس کے لئے ناکام ہو جائے گی۔ اور یہی ناکام ہے تیا۔ لیکن جواہر لال نہرو کے صوبے کو اس ذہنیت کو ترقی چاہئے۔ نظر بندوں کی رہائی کے لئے اور نئی حکومت کے لئے کانگریس لیگ اتحاد ۔ یہ نعرے ان کے جھنڈے پر جگمگاتے نظر آتے چاہیں۔ (قومی جنگ)

کیا آپ کو راتب کارڈ مل چکا ہے؟

۱۔ راتب بندی کے نفاذ کے بعد چاول۔ گیہوں۔ جوار۔ باجرہ۔ شکر اور روغن گیاس صرف ان دوکانوں سے خریدا جا سکے گا جنہیں محکمہ راتب بندی سے اس بیوپار کی اجازت ملی ہو۔

۲۔ راتب بندی کے نفاذ کے بعد اگر آپ یہ اشیاء خریدنا چاہیں تو اجازت یافتہ دوکاندار آپ سے راتب کارڈ طلب کرے گا۔ اگر آپ کارڈ پیش نہیں کریں گے تو وہ مال دینے سے انکار کر دے گا۔

۳۔ محکمہ راتب بندی تفصیلی مردم شماری کے بعد ہر شہری کے نام انفرادی راتب کارڈ جاری کر رہا ہے۔ محکمہ نے کوشش کی ہے کہ کوئی شہری راتب کارڈ سے محروم نہ رہے۔

۴۔ اگر آپ نے استفسار کے فارم پر دستخط کر دیئے ہیں تو آپ کا کارڈ آپ کے گھر پہنچ جائے گا اگر اب تک نہ پہنچا ہو تو وارڈ آفس میں دریافت فرمایئے۔

۵۔ اگر آپ نے استفسار کے فارم پر دستخط نہیں کئے ہیں تو آج ہی قریب ترین وارڈ آفس میں رجوع ہو کر اپنا نام نمبر مکان اور پتہ لکھوا دیجئے تاکہ آپ راتب کارڈ سے محروم نہ رہیں۔

۶۔ یاد رکھئے کہ راتب کارڈ کے بغیر چاول۔ گیہوں۔ جوار۔ باجرہ۔ شکر اور روغن گیاس نہیں مل سکتے۔

نئی دنیا

از
ر۔ س۔ صاحبہ (عثمانیہ)

اس میں شک نہیں کہ جنگ کی آندھی اپنے خس و خاشاک کو اپنے ساتھ بہا لے جا رہی ہے لیکن اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ وہ نئی زنجیروں کو پروان چڑھانے والی برکھا بھی اپنے ساتھ لائی ہے۔ جنگ نے بہت سی نئی الجھنیں پیدا کر دی ہیں۔ جنھوں نے جیون دیرنا کر دیا ہے۔ لیکن اندھیرے کو اجالے کی امید میں بہت سی آنکھیں جگمگا رہی ہیں۔ یہ سچ ہے کہ زندگی کے زاویے بدل رہے ہیں۔ مستقبل کے نئے نئے تصورات لوگوں کے اذہان میں پرورش پا رہے ہیں۔ تاہم یہ خواب ادھورے ہیں۔ ابھی واضح طور پر ان کی تعبیر نہیں ملی۔

بہر حال مستقبل کی دنیا میں چار چیزوں کو بہت بڑی اہمیت حاصل رہے گی (۱) روٹی (معاش) (۲) اخوت (۳) آزادی (۴) انصاف۔

معاش در اصل "روٹی" یا معاش وہ اہم محور ہے جس کے گرد انسانی زندگی گھومتی رہتی ہے۔ انفرادی فلاح ہو یا اجتماعی بہبود دونوں روٹی کے بغیر ناممکن ہے۔ موجودہ جنگ سے پہلے دنیا افراط و تفریط کے دو آبے میں پھنسی ہوئی تھی۔ اس دنیا میں جہاں محدودے چند کے لئے غذا کی افراط تھی وہاں ان کے دوش بدوش فاقہ کش ہستیاں بھی تھیں۔ [illegible] کو مالا مال کر دیا تو بازو کو فاقوں پر بھی مجبور کر دیا۔ اس صورت میں معاشی بے چینی بڑھ رہی ہے ہر طرف سے "روٹی" کی چیخ پکار چنداں تعجب خیز نہیں کہتے ہیں۔ سچ کہا ہے کہ "دنیا کی بہترین چیزیں اپنے سے کمتر چیزوں کی محتاج ہیں"۔ دنیا کی آبادی حیرت انگیز طور پر بڑھ گئی کہ معاشی مسائل کی توجہ خرچ سے زیادہ "آمد" پر لگ گئی۔ فی زمانہ زندگی کی ایک ہی قدر قابل قدر ہے اور وہ ہے دولت۔

ہندوستان کی حالت پر نظر کریں تو یہ معلوم کر کے تعجب ہوتا ہے کہ یہاں کی کثیر تعداد مفلس ہے۔ یہاں ۸۰ فیصد ملک کی دولت کے ۲۰ فیصد دولت کے مالک ہیں۔ دیگر ۲۰ فیصد ملک کی دولت سے متمتع ہوتے ہیں اور بقیہ ۸۰ فیصد جو غربت کی ۲۰ فیصد دولت کے حقدار ہیں۔ اگر مستقبل میں اس ناانصافی کا انسداد نہ ہو تو نئی تعمیر کا کوئی مقصد نہ ہوگا جو نظام حکومت بھی رائج ہو قدرت پر بھی بہت بڑا داغ ہے۔ ہر ایک فرد کو معاشی مسابقت کی دنیا میں یوں تنہا چھوڑ دینا انصاف نہیں۔ موجودہ طلب و رسد کا قانون نہایت ناقص ہے آج کل دولت کے مالک چند ہیں۔ کارخانہ دار، سرمایہ دار، حکومت، اور جاگیردار، اور وہ جانداد کا چندہ دولت کرنے کے بجائے افراد کی جانوں کی مالک بن بیٹھے ہیں موجودہ نظام افراد کی عیاشی اور فضول خرچی کا بھی باعث ہے۔ [illegible] صلاحیت رکھنے والوں کے لئے آج کل کے سنسار میں کوئی جگہ نہیں۔

تمام عمر یہاں کا غریب انسان روٹی کمانے کی فکر میں بسر کر دیتا رہتا ہے۔ اسی کی وجہ ملک کی دولت پر اجارہ دار سرمایہ داروں، کارخانہ داروں کا غاصبانہ قبضہ ہے۔ اس سے کثیر تعداد بے روزگار ہو گئی۔ یہ بدحالیاں ایک اصلاحی تغیر کی محتاج ہیں۔

بعض افراد کا خیال ہے کہ موجودہ خرابیوں کا انسداد کیا جا سکتا ہے وہ اس طرح کہ تعلیم عام کر دی جائے۔ انکم ٹیکس عائد کیا جائے اور غرباء کے لئے مفت ہسپتال وغیرہ قائم کئے جائیں۔ لیکن اس سے کوئی بنیادی فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا انصاف کا مقتضا اس کے سوا ہے اشتراکیت اور اشتمالیت بلاشبہ بہت سی خوبیوں کے حامل ہیں لیکن اس صورت میں خانگی آمدنی وراثت وغیرہ کا تحفظ ناممکن ہے۔ بڑا نقصان اس میں یہ ہے کہ انفرادی آزادی اس میں برقرار نہیں رہ سکتی اس کے تحت انسانی حقوق مملکت کے مفاد کی بھینٹ چڑھا دیئے جاتے ہیں۔ رشوت خواری اور دیگر برائیوں کا بھی امکان ہے دیگر افراد کی کیفیت اور قیمت بھی اس سے متاثر ہوگی۔

لیکن یہ خرابیاں مذہبی تعلیم اور شہریت کی صحیح تربیت پیدا کرنے سے دور ہو سکتی ہیں خواہ ہم پسند کریں یا نہ کریں یہ حقیقت ہے کہ تمدن کے جیش نظروں میں جمہوریت کا اعتقاد ہوتا جا رہا ہے میکلیس اپنی کتاب "Middle Way" درمیانی راستے میں رقمطراز ہے کہ Laissez Faire داخلت اور مسابقتی سرمایہ داری (Competative Capitalism) دونوں وقت کا اقتضا ہیں۔

بہر حال مستقبل میں روٹی کے مسئلہ میں اجتماعی بہبود پیش نظر ہو۔ انفرادی دولت قلیل اور اجتماعی دولت کثیر ہونی چاہئے اس کے علاوہ حکومت کو سماجی اصلاحات میں بھی زیادہ دلچسپی دکھانی چاہئے۔ اسی کے ساتھ انفرادی آزادی بھی سلب نہ ہونی چاہئے۔ جو کام یا پیشہ کوئی شخص اختیار کرے اس سے نہ صرف اس کے کھانے پینے رہنے سہنے کے اخراجات پورے ہو سکیں بلکہ اتنا ہو کہ وہ اپنی دیگر ضروریات پر بھی کچھ خرچ کر سکے۔ ہمارا رہائش میں تبدیلی کی اشد ضرورت ہے۔ اور وہ کام جہاں ہو جہاں وہ اپنی خداداد قابلیتیں اجاگر کر سکیں۔ نقصان یا خسارہ کے الفاظ ڈکشنری سے خارج کر دیئے جائیں۔ ہر ایک شخص منافع ہو کوئی خسارہ میں نہ رہے۔

اخوت:۔ موجودہ زمانہ میں بڑی کمی اخوت کی ہے۔ دنیا کی ایک بڑی برادری ہے اور یہ کتنا افسوسناک ہے کہ اس کے رہنے والے اپنے کو ایک برادری کا نہیں سمجھتے۔ اس کی وجہ ذات پات قوم و زبان و جغرافیائی حدود کا اختلاف ہے۔ لیکن یہ اختلافات بے معنی ہے۔ انسان، انسان سب ایک سے ہیں۔ اگر ہندوستان کو ترقی یافتہ ممالک کی صف میں دیکھنے کی تمنا ہو تو ذات پات کی بندھنوں کا توڑ دیا جانا ضروری ہے۔ اچھوت جیسا مسئلہ بھی اسی کا شاخسانہ ہے۔ اگر اچھوت ناپاک ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ناپاک کام کرتے ہیں تعلیم کو عام کرنے، صحت کے مراکز قائم کرنے اور معیار رہائش بلند کرنے سے ہم ہندوستان کی تقدیر بدل سکتے ہیں۔

طبقہ وارانہ ذہنیت مغربی تمدن کی آفریدہ ہے۔ آج کل لوگ مغرب کی تقلید میں اپنی مشرقی روایات کو چھوڑتے جا رہے ہیں۔

ہندوستانی خواتین طرز رہائش بود و باش میں اپنی مغربی بہنوں کی تقلید کر رہی ہیں۔ اور اپنی مشرقی نسوانی صفات شرم و حیا وغیرہ کھوتی جا رہی ہیں۔ لیکن کورانہ تقلید کسی صورت فائدہ مند نہیں۔

ہندوستان میں صوبہ وارانہ تعصب کا بہت زور ہے۔ ہر ایک صوبہ کا باشندہ دوسرے صوبے والوں کو غیر ملکی سمجھ کر حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ اخوت کی بڑی دشمن فرقہ بندی ہے ہر ہندوستانی کا اولین فرض ہے کہ وہ فرقہ بندیوں کی بلاؤں سے آزاد ہو جائے۔ اگر یہی فرقہ بندی کی ہندوستان میں یہی حالت رہے تو وہ دن دور نہیں جب وہ دوسرے ممالک کے لئے مضحکہ خیز ہو جائیگا۔ مذہب کا علاقہ روح سے ہے ہم کو اسے دنیوی مفاد کا ذریعہ نہیں بنانا چاہئے۔ مذہب کے نام پر نا انصافی کرنے کی کسی مذہب نے تعلیم نہیں دی کوئی مذہبی آدمی مذہب کی آڑ لیکر سیاست کی پرستاری میں اعتنا نہیں کرے گا۔ نسلی امتیاز بھی نا اتفاقی کا باعث ہوتے ہیں اس کی بھی مرزا نے بالکل ٹھیک کہا ہے کہ کوئی زمانہ نسلی تفریق سے بڑھکر کوئی نئے مسلک نہیں۔ مستقبل کی دنیا میں نسلی امتیاز اور تفوق بالکلیہ نیست و نابود ہو جائیگا۔ دنیا کی دیگر ترقی یافتہ اقوام بجائے پسماندہ اقوام کو تباہ و برباد کرنے کے اپنے حقوق دیں گی۔

ہمارا فرض ہے کہ بچوں کو صحیح اصولوں پر تربیت دیں اور انھیں احساس کمتری و برتری سے آزاد کریں۔ حاکم و محکوم کے مابین جو خلیج حائل ہے اس کا پاٹ دیا جانا ضروری ہے۔ اس کے بجائے دونوں میں تعاون کی روح پیدا کی جائے۔ تاکہ وہ اپنا فرض اچھی طرح بجا لا سکیں۔ فاتح و مفتوح کا امتیاز اٹھایا جانا بھی ضروری ہے۔

آزادی:۔ نئی دنیا کے خوابوں میں انسانی روح کی آزادی کو بڑی اہمیت حاصل ہے آزادی کا مطلب یہ نہیں کہ ہر ایک کام کرنے کا لائسنس مل جائے۔ اس کا مطلب "قانون کی حکومت اور ضمیر کی اطاعت" ہے۔ ٹی۔ ایچ۔ گرین کے الفاظ میں وہ شخص آزاد ہے جو عقل کے مقاصد اور ارادے کے مقاصد کو ایک جا کرے۔ ... آزادی سرمایہ دارانہ نظام کی وجہ سے بڑی حد تک سلب ہو گئی ہے

انسان کو اپنا کام کرنے میں اس حد تک آزادی ملنی چاہیے کہ وہ اپنی بہترین صلاحیتیں بروئے کار لا سکیں نظم و ضبط کی پابندی بیشک ضرورت ہے لیکن نظم و ضبط کی حق تلفی کسی طور مناسب نہیں کیوں کہ اس کی سرشت قائم رہتی ہیں۔

بعض حضرات آزادی کا غلط مفہوم لے رہے ہیں اور چاہتے ہیں کہ انہیں جنسی مسائل میں بھی آزادی ملنی چاہیے اس کی تمام تر ذمہ دار فرائڈ کی نفسیات ہے ......

کہا جاتا ہے کہ بہت سے جرائم جنسی پابندیوں کی وجہ سے سرزد ہوتے ہیں۔ جج لنڈزے Lindsay Companionate Marriage مارجی شادی کی حمایت کرتا ہے اور مسٹر برٹرانڈ رسل Mr Bertrand Russell آزادانہ میل جول کی تائید کرتی ہے۔ اس نظریہ کے حامیوں کا خیال ہے کہ اس قسم کی بندشیں جو جنس پر عائد کی گئیں ہیں وہ انسان ساختہ ہیں۔ یہ سماجی اصولوں اور رسم و رواج کی پیداوار ہیں۔ دراصل مذہبی اور اخلاقی نقطۂ نظر سے تعلق رکھتی ہیں ان بندشوں کو ہٹا دینے کے بعد ان کا خیال ہے بہت سی سماجی برائیوں کا انسداد ہو جائیگا۔ لیکن یہ سطحی طور پر صحیح معلوم ہوتا ہے حقیقت اس کے برعکس ہے۔ انسان "خاندان" بناکر رہنے کے لئے ایک خاص اصول کی پابندی یا نظم و ضبط کا محتاج ہے۔ جیسا وہ اپنے کام میں نظم و ضبط کا محتاج ہے جنس کا مسئلہ گو بہت اہم ہے لیکن زندگی کی صرف ایک ہی قدر Sex Value قابل لحاظ نہیں۔ ازدواج کا مقصد تولید ہی نہیں بلکہ طرفین ایک دوسرے کی رفاقت اور محبت کے بھی محتاج ہوتے ہیں۔

ازدواج کے مسئلہ میں نئے نئے تجربات گھریلو مسرتوں کی بیخ کنی کا باعث بنیں گے گھر معاشرتی خوبیوں محبت ایثار رواداری اعتماد اور امن و چین کا مرکز ہے۔ افلاطون نے کہا ہے " خانگی زندگی اور خانگی جائداد لازم و ملزوم ہیں اس لئے دونوں کا خاتمہ ہو جانا چاہیے " یہ امر حد سے بڑا ہوا ہے۔ یہ انصاف سے بعید ہے کہ بچہ پیدا ہوتے ہی اسے مرکز اطفال میں پہنچا دیا جائے۔

اشتراکیت کا ہم کتنی ہی پرچار کریں۔ یک ازدواجی Monogamous زندگی کو چھوڑ نا کسی صورت مناسب نہیں۔ زندگی پر قابو پانے کے لئے ہمیں جنس پر قابو پانا ضروری ہے جو شخص نفسانی خواہش کا بندہ ہے۔ وہ زندگی کی بازی میں ہارا ہوا جواری ہے اس کا مستقبل تاریک ہوتا ہے۔

ہمیں سیاست میں آزادی کی ضرورت ہے جس کے بغیر کوئی معاشی اور قومی ترقی نہیں ہو سکتی۔ ہندوستان اب زیادہ عرصہ تک انگریزی جوئے میں جوتا نہیں رہ سکتا نئے نظام میں ہندوستان کی سیاسی آزادی بہت اہمیت رکھتی ہے۔

سنشنلزم موجودہ زمانے میں کسی صورت بھی قابل قبول نہیں۔ ایچ۔ جی۔ ویلز کا خیال بالکل ٹھیک ہے کہ نیشنلزم بین الاقوامیت کی دشمن ہے۔ ہندوستان کے نئے دور میں ہم خالص ہندوستانی راج کے خواہاں ہیں۔

انصاف

انصاف کی ہر شعبہ میں ضرورت ہے۔ دنیا انصاف کی محتاج ہے رحم اور خیرات کی نہیں۔ خیرات ہر دو صورتوں میں قابل ملامت ہے اس کا دینے والا بھی اور جسے دیا جائے وہ بھی کیونکہ دینے والے کے دل میں یہ احساس برتری پیدا کرتا ہے اور جسے دیا جاتا ہے اس کے دل میں احساس کمتری

فلسطین کا مسئلہ

اسمٹس کے بیان کے خلاف نحاس پاشا کا احتجاج

قاہرہ۔ ۸ مارچ۔ مصر کے وزیر اعظم نحاس پاشا نے جنوبی افریقہ کے وزیر اعظم فیلڈ مارشل اسمٹس کے اس بیان کے خلاف احتجاج کیا ہے جس میں انہوں نے فلسطین میں یہودیوں کا قومی وطن بنانے کی تائید کی ہے۔

قاہرہ کے اخبارات میں فلسطین کا مسئلہ چھایا ہوا ہے اخبار میں اسمٹس کے بیان کے متعلق ایک مضمون نگار لکھتا ہے مجھے حیرت ہے کہ ایک جیسی اہمیت رکھنے والا یہ بات ؟ ورزمین اسرائیل کی باتیں کرتا ہے فلسطین کبھی یہودی نہیں تھا یہودیوں نے ۱۱۰۰ سال قبل مسیح فتح کرکے مقامی آبادی سے غصب کر لیا تھا اور ۹۲۰ سال قبل مسیح تک ۱۸۰ سال یہ یہودی مملکت بنا رہا انصاف کیا ہے ؟

آیا یہ کہ اس ملک پر ان لوگوں کی حکومت ہو جو ۱۳ صدیوں سے وہاں بسے ہوئے ہیں یا ان لوگوں کی جنہوں نے ۱۰ صدی قبل مسیح فتح کر لیا تھا۔

سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ مصر نے فلسطین میں یہودیوں کا قومی وطن قائم کرنے کے متعلق امریکی سینٹ کی مجلس امور خارجہ کی تجویز کے خلاف امریکی حکومت سے جو احتجاج کیا تھا اس کا جواب آج امریکہ کے سفیر نے زبانی طور پر مصر کے وزیر اعظم کو پہنچا دیا۔ (رائٹر)

اٹلی میں جرمن حملوں کی پسپائی

لندن۔ ۹ مارچ۔ اٹلی کی جنگ کے متعلق آج ایک اعلان میں بتلایا گیا ہے کہ اتحادیوں کے ساحلی مورچہ پر دشمن کے دو مختصر حملے پسپا کر دیئے گئے۔ تمام محاذ پر اتحادی طلایہ گرد دستوں نے دشمن کو الجھائے رکھا۔ کل کے اعلامیہ میں طلایہ گردی کا ذکر تھا۔ ایک نامہ نگار نے انزیو کے مورچے لکھا تھا کہ ستمبر کے دن اتحادی ساحل کشتی کے بعد سے ابھی تک کا سب سے پرسکون دن ہے۔

کل اتحادی طیاروں نے روم کے ۸۰ میل شمال مشرق میں ... بارڈوں اور سان ماشیانو کے بندرگاہ پر حملے کئے۔ جنگی بمبار اور جنگی طیاروں نے ساحلی مورچہ کے علاقے اور جنگ کے دونوں طرف کے سمندروں میں جہازوں پر حملے کئے بحیرۂ روم کے ہوائی بیڑے نے تقریباً ۶۰۰ پروازیں کیں۔ علاقۂ جنگ پر دشمن کے ۵ طیارے دکھائی دیئے۔ ہمارے ۹ طیارے لاپتہ ہیں۔

ایک نامہ نگار کا بیان ہے کہ ساحلی مورچہ ایک ایسا مورچہ بن گیا ہے کہ جس میں ایک طرف کی تیاری سے وہاں سے بہت زیادہ فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ اتحادی توپیں جرمن دابوں کے حق میں بہت ہی زیادہ تباہ کن ثابت ہوئے ہیں جنگ کی ابتدا سے اب تک دشمن کے ۳۰ دابے برباد ہو چکے ہیں۔ جرمنوں کے حملے کا خاص حصہ ابھی دابہ شکن توپیں ہیں دابے کم تعداد میں اور دونوں طرف سے حملوں میں گہری ہیں کہ دابے سڑکوں سے ہو کر آتے ہیں اور اس طرح ہمارے دستوں کے لئے جو دابہ شکن توپوں سے مسلح ہوتے ہیں ان کے نشانے فراہم کرتے ہیں۔

سمن

مجریہ از محکمہ اول تعلقداری ضلع بیدر شریف

بہ اجلاس مولوی غلام محی الدین خاں تحصیلدار اول تعلقدار ضلع بیدر شریف

بنمبر مقدمہ ... سنہ ... صیغہ مرافعہ

مرافع بھگوان راؤ ولد رام راؤ قوم برہمن پیشہ زمینداری ساکن موضع دیرال تعلقہ احمد پور

بنام

کشن راؤ ولد جیون راؤ قوم برہمن پیشہ مالی پٹیل ساکن موضع دیرال تعلقہ احمد پور۔

دعوی انداج نام ملکی و راضیات مروسے نمبرات ۹۔۱۰۔۵۰۔۵۱۔ موقوعہ دیرال احمد پور

بنام کشن راؤ ولد جیون راؤ قوم برہمن پیشہ مالی پٹیل موضع دیرال تعلقہ احمد پور۔

ہرگاہ بہ مقدمہ صدر میں تمہارے نام متعدد مرتبہ سمن اجرا کئے گئے لیکن تم نے محکمہ ہذا میں حاضر ہو کر پیروی نہیں کی اس لئے بذریعہ ہذا تم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ بتاریخ ... ماہ ... سنہ ... بوقت ۱۰ ساعت دن اصالتاً یا وکالتاً یا مختارتاً حاضر محکمہ ہذا ہو کر جواب دہی کرو ورنہ تمہارے حاضر نہ ہونے کی صورت میں حسب ضابطہ کارروائی عمل میں آئے گی چنانچہ کوئی عذر مسموع نہ ہوگا۔

آج بتاریخ ۲۰ فروردی سنہ ۱۳۵۳ ف میری دستخط اور مہر محکمہ ہذا سے جاری ہوا فقط۔

محمد احمد صیغہ دار

اسکیم راتب بندی کا تفصیلی خاکہ

(۱) شہر حیدرآباد کے ہر باشندے کو خواہ وہ مرد ہو یا عورت ضعیف ہو یا بچہ (بشرطیکہ اس کی عمر دو سال سے زائد ہو) انفرادی راتب کارڈ دیے جائیں گے۔ جن کے ذریعہ وہ چاول گیہوں جوار باجرا اور شکر کی مقررہ مقدار اجازت یافتہ دوکان سے خرید سکیں گے۔

(۲) ہر کارڈ سال بھر کام آسکے گا۔ البتہ خریدی ہفتہ میں ایک یا دو مرتبہ ہو سکے گی۔

(۳) شہر حیدرآباد میں چار سو سے زائد دوکانوں کو اشیاء راتب فروخت کرنے کی اجازت دی گئی ہے ان دوکانوں پر زرد رنگ کے بورڈ لگے ہوں گے جن پر نیلے رنگ سے دوکان کا نمبر لکھا رہے گا۔

(۴) ان چار سو دوکانوں میں سے کسی ایک دوکان پر جہاں آپ کو سہولت ہو اپنا کارڈ مع رجسٹر کروا لیجئے۔

(۵) ہر دوکان کو صرف دو ہزار کارڈ درج رجسٹر کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ یہ قید اس لئے رکھی گئی ہے تاکہ دوکانوں پر ہجوم نہ ہو اور خریداروں کا وقت ضائع نہ ہو۔

(۶) اب تک گیاس کا تیل جو ماہوار کوپن کے ذریعہ تقسیم ہوتا تھا آئندہ اس کا بھی آپ کو سال بھر کا کارڈ ملے گا۔ لیکن گیاس کا تیل راتب ہی سے ملے گا جواب تک ملتا رہا ہے اس کی مقدار میں فی الوقت کمی ممکن نہیں ہے۔

(۷) راتب بندی کی زد میں صرف حسب ذیل اشیاء داخل ہیں۔ چاول، گیہوں، باجرہ، جو۔ ان کے علاوہ دوسری کھانے پینے کی چیزوں کی خرید و فروخت پر کوئی پابندی نہیں ہے۔

(۸) مزدور پیشہ طبقوں اور ایسے طبقوں کی جو مشقت طلب کام انجام دیتے ہیں ایک فہرست مرتب کی گئی ہے۔ حکومت کا منشا ہے کہ ایسے اشخاص معمولی راتب کے علاوہ اس کا مزید نصف راتب ملا کرے۔ ایسے اشخاص قریب ترین وارڈ آفس سے اپنے لئے ضمیمہ کارڈ حاصل کر سکتے ہیں۔

(۹) اگر آپ کا نام ایک محلے کے رجسٹر میں درج ہو چکا ہے اور آپ کسی دوسرے محلے میں منتقل ہونا چاہتے ہیں تو اپنے اس ارادہ سے محکمہ راتب بندی کو قبل از قبل مطلع فرمائیے تاکہ آپ کو راتب کے بروقت حصول میں کوئی دقت نہ ہو۔

(۱۰) اگر کوئی شخص شہر سے منتقل ہو جائے تو اس کی اطلاع قریب ترین وارڈ آفس کو دینا اس کے گھر والوں کا فرض ہوگا۔ اموات کی صورت میں بھی یہی عمل اختیار کرنا چاہئے۔

(۱۱) ایک بار راتب کارڈ کسی دوکان پر رجسٹر کرانے کے بعد اگر آپ کسی وجہ سے دوکان بدلنا چاہیں تو قریب ترین وارڈ آفس میں مقررہ نمونے پر درخواست دیجئے مگر راتب بندی کی ... ہفتے ... دوکان تبدیل نہ ہو سکے گی۔

(۱۲) ... ہوٹلوں، طعام خانوں، اقامت خانوں اور اسی قبیل کے دوسرے اداروں کو ان کی ضروریات کے مطابق غلہ ملتا رہے گا۔ جو اشخاص عارضاً ان طعام خانوں سے استفادہ کرتے رہے ہیں اسکیم راتب بندی کے نفاذ کے بعد بھی بدستور استفادہ کر سکیں گے۔

(۱۳) عام مسافروں اور خانہ بدوش اشخاص کی سہولت کے لئے (بشرطیکہ وہ تین دن سے زیادہ شہر میں ٹھہرنا چاہیں) محکمہ راتب بندی کی جانب سے یہ انتظام کیا گیا ہے کہ جیسے ہی وہ ریلوے اسٹیشنوں پر اتریں انہیں ایک عارضی راتب کارڈ دیا جائے۔

(۱۴) اگر کوئی صاحب اپنی جاگیر متعلقہ یا کھیت سے اپنے استعمال کے لئے شہر کو اناج لانا چاہیں تو انہیں درآمد کرنے کے لئے قبل از قبل محکمہ راتب بندی سے اجازت نامہ حاصل کرنا ہوگا۔ البتہ درآمد شدہ جنس کی مقدار کی حد تک ان کا راتب روک دیا جائے گا۔

(۱۵) بلدی حدود میں بسنے والے مختلف فرقوں کی اہم تقاریب کی فہرست مرتب کی جا چکی ہے۔ ان تقاریب میں (بشرط درخواست) موقعہ کی مناسبت کے لحاظ سے راتب شدہ اجناس کی اقل ترین مقدار فراہم کی جا سکے گی۔

(۱۶) راتب شدہ اجناس اگر کسی جانور کے لئے درکار ہوں تو ایک مقررہ نمونہ کی درخواست وارڈ آفس میں پیش کرنی ہوگی۔ کارڈ صرف ان جانوروں کے لئے جاری ہوں گے جو غذا کی فراہمی میں مدد دیتے ہیں۔ مثلاً مرغی، بھینس، گھوڑے وغیرہ۔ کن جانوروں کو کس مقدار میں راتب دیا جائے گا یہ مسئلہ ہنوز زیر تصفیہ ہے۔

(۱۷) بلدہ حیدرآباد کے قرب و جوار میں (۲۹) گاؤں ایسے ہیں جن کے لئے غلہ شہر کے بازاروں سے خریدا جاتا ہے۔ حکومت نے راتب بندی کے بعد بھی اس عمل درآمد کو برقرار رکھنے کا انتظام کیا ہے تاکہ ان مواضعات کی رعایا کو کوئی دقت اور پریشانی نہ ہو۔

(۱۸) شہر کے تمام مستقل باشندوں کو راتب کارڈ تقسیم ہو جانے کے بعد حکومت کی جانب سے راتب بندی کے نفاذ کی تاریخ کا اعلان کیا جائے گا۔ یہ درمیانی مدت اس لئے رکھی گئی ہے کہ اگر شہر کے کسی باشندوں کو راتب کارڈ نہ ملا ہو یا پرچہ استفسار پر اس نے دستخط نہیں کئے ہوں تو وہ کارڈ حاصل کرے۔ ایسے اصحاب کو فوراً قریب ترین وارڈ آفس میں رجوع ہو جانا چاہئے۔

(۱۹) پردہ نشین خواتین کو راتب بندی سے متعلق ضروری معلومات بہم پہنچانے اور مشورہ دینے کے لئے محکمہ راتب بندی کی جانب سے خواتین کو بحیثیت انسپکٹر مقرر کیا گیا ہے۔ جو وقتاً فوقتاً دورہ کریں گی اور خواتین کے شکوک اور استفسارات کا جواب دیں گی۔

(۲۰) اجازت یافتہ دوکاندار پر قانوناً لازم ہے کہ راتب کارڈ پیش ہونے پر اناج کی مقررہ مقدار فراہم کرے اگر کوئی دوکاندار ایسا نہ کرے تو قانون راتب بندی کے تحت اس کو سخت سزا دی جائے گی۔

(۲۱) غلہ کی اجازت یافتہ بیوپاریوں کے حسابات کی تنقیح کے لئے راتب بندی کے انسپکٹر اگر آپ کا راتب کارڈ دیکھنا چاہیں یا کوئی سوالات کریں تو آپ سے توقع کی جاتی ہے کہ اپنا کارڈ بتلائے اور ان کے سوالات کا جواب دینے میں تامل نہ کریں گے۔

(۲۲) تاریخ نفاذ راتب بندی کے بعد کسی گھر میں اس گھر کے افراد خاندان کی ایک ہفتہ کی ضروریات سے زائد غلہ ہو تو محکمہ راتب بندی کو اس کی اطلاع دینا آپ کا قانونی فرض ہے۔ اگر اطلاع نہیں دی گئی اور سرشتہ کی تنقیح میں زائد غلہ برآمد ہو تو ایسے اشخاص کے خلاف قانونی چارہ جوئی اختیار کیا جائے گا۔

(۲۳) عوام کو راتب کی دوکانوں سے اچھا غلہ فراہم کرنے کے لئے غلہ کی نگرانی کی ایک کمیٹی قائم کی گئی ہے جس میں افسر حفظان صحت و افسر راتب بندی کے علاوہ ایک ... بھی شریک ہیں۔ بازار میں اس کمیٹی کا پسند کیا ہوا غلہ ہی فروخت ہوگا۔

(۲۴) راتب بندی کا منشا ہے کہ ہر شہری کو اس کی ضرورت کے مطابق غلہ سرکار کے مقررہ نرخوں پر بلا دقت دستیاب ہو۔ نرخوں کے تعین میں سرکار نے عام خریداروں کی قوت

بقیہ سلسلہ صفحہ (۱۲) پر

آپ کا نوکر گرفتار ہوگیا

جانتے ہیں کیوں!

اس نے راتب بندی کے رجسٹر میں اپنا نام دو جگہ لکھوایا تھا۔ ایک تو اپنے رہائشی مکان کے پتہ پر اور دوسرے آپ کے مکان کے پتہ پر جہاں وہ ملازم ہے۔
ایک شخص کا دو مختلف پتوں پر نام لکھوانا یا کسی اور طریقہ سے دو راتب کارڈ حاصل کر کے مقررہ مقدار سے زائد غلہ حاصل کرنا قانون راتب بندی کے تحت ایک سنگین جرم ہے۔

آپ کے نوکر کو قید بامشقت کی سزا ملے گی۔

شہزادی صاحبہ برار کے سرمایہ امداد اغذیہ کی لاٹری کے نتائج

پرائنس شہزادی صاحبہ برار کے سرمایہ امداد اغذیہ کے سلسلہ میں جو ریفل کی قرعہ اندازی ۱۰ فروری ۱۹۴۳ء کو ٹاؤن ہال میں ہوئی اس کے انعام یافتہ

انعام یافتہ ٹکٹ نمبر	انعام کا نمبر	انعامات کی فہرست
۷۹۸۰۱	۱	ریڈیو
۲۹۶۴۳	۲	سینے کی مشین
۲۴۰۷۹	۳	سنگار میز
۹۸۰۱	۴	رکشا
۱۵۸۰۲	۵	گرام فون
۲۵۱۴	۶	تپائی
۹۴۷۴	۷	چاندی کی کشتی
۱۳۵۴۷	۸	نقروی گچھے کا سٹ
۴۱۱	۹	پک نک سٹ
۲۸۶۳۹	۱۰	ڈنر سٹ
۲۳۰۹	۱۱	ٹی ٹرالی
۲۹۰۹	۱۲	بجلی کا ٹیبل گھڑی
۱۰۹۹۵	۱۳	کافی کا سٹ
۲۹۹۷۱	۱۴	کشتی
۵۴۸۷۰	۱۵	شیشے کا پیالہ
۱۳۰۱۸	۱۶	کیک رکھنے کا ڈبہ
۱۵۲۶۶	۱۷	ہارمونیم
۱۸۰۰۷	۱۸	سوٹ کیس
۱۰۶۲۲	۱۹	گھڑی
۵۷۰۷	۲۰	گچھے کا سٹ
۲۹۲۲۳	۲۱	کرکٹ سٹ
۹۲۰۷	۲۲	
۲۳۶۲	۲۳	ٹینس کا بلا
۲۶۸۳۰	۲۴	کرہ ارضی کا نقشہ
۵۴۵۰	۲۵	بجلی کا سٹ
۱۳۷۵۵	۲۶	چینی پیالہ
۱۱۸۵	۲۷	چینی کی چھوٹی میز
۱۰۸۳۰	۲۸	چینی کا اسٹانڈ
۲۰۸۹۲	۲۹	انسائیکلوپیڈیا
۱۵۹۵۷	۳۰	[illegible]
۱۹۵۸۱	۳۱	کیٹلی
۹۵۲۲	۳۲	گھڑی
۷۴۳۹	۳۳	پاندان
۲۴۹۱۵	۳۴	چائے کے سٹ مع کشتی
۱۳۹۹۳	۳۵	زیورات کے منقش صندوق
۱۲۵۲۱	۳۶	چمڑے کا تھیلا
۴۵۹	۳۷	جوتے کا بیچ
۲۳۵۹	۳۸	-
۳۱۷۵	۳۹	ساڑی کا بورڈر (کالا)
۸۰۴	۴۰	ساڑی کا بورڈر
۵۳۰۷	۴۱	بارڈلیس لونڈر
۲۴۸۵۵	۴۲	سنگھی رنیر
۱۹۰۱۵	۴۳	نارنجی اور نقروی ساڑی
۲۰۳۹۵	۴۴	نقروی و گلابی ساڑی
۳۷۹۷	۴۵	ارغوانی اور نقروی رنگ کی ساڑی
۲۰۰۱۴	۴۶	آسمانی اور نقروی رنگ کی ساڑی
۱۳۰۵۱	۴۷	سگریٹ کیس
۲۱۱۹۱	۴۸	سگریٹ کیس
۲۵۹۴۰	۴۹	نقروی ڈش
۵۰۸۴	۵۰	اسکریم سٹ
۷۹۴۳	۵۱	سوٹ کا کپڑا
۲۴۵۹۳	۵۲	رولڈگولڈ کا کڑا
۲۷۰۰۸	۵۳	سنگار کا منقش ڈبہ
۱۳۲۴۴	۵۴	بچے کا دودھ کا پیالہ
۷۵۹۲	۵۵	سوٹ کیس
۱۵۲۰۹	۵۶	چار تولیے
۴۴۳۹۸	۵۷	سوتی چھاپے کی ساڑی
۲۷۳۹۲	۵۸	نیپکن
۱۵۲۳۰	۵۹	میز پوش
۷۰۸۱	۶۰	خط لکھنے کا کاغذی ڈبہ
۱۳۰۷۹	۶۱	کتاب
۱۹۶۳	۶۲	سنگار کا سٹ
۹۳۹	۶۳	دیا سلائی اسٹانڈ
۲۷۰۹۱	۶۴	تیلی اسٹانڈ
۱۳۷۶۹	۶۵	چھوٹی تپائی (گلدان)
۲۹۶۷	۶۶	بجلی وکلے کی کشتی
۷۶۹۳	۶۷	پوڈر کا نقروی پیالہ
۴۴۳۶	۶۸	
۱۹۱۶۵	۶۹	سگریٹ کے لیے نیلا ڈبہ
۲۲۷۸۲	۷۰	بیدری ڈبہ
۱۰۷۷۸	۷۱	پوڈر کے لیے جست کا پیالہ
۷۴۱۷	۷۲	آم کی شکل کا بیدری ڈبہ
۳۹۹۰۸	۷۳	سرکوٹے
۲۲۲۵۷	۷۴	جنتری
۱۰۹۰۳	۷۵	بیدری ڈبہ
۱۷۴۳۱	۷۶	آم کی شکل کا ڈبہ
۱۰۵۷۴	۷۷	بیدری کا ڈبہ
۴۰۹	۷۸	
۸۰۳	۷۹	-
۲۲۷۰۰	۸۰	بیدری ڈبہ
۳۰۲۰۸	۸۱	چھوٹی سی کشتی
۲۴۴۴۷	۸۲	چاندی کی کشتی
۲۴۰۹۲	۸۳	بیدری کشتی
۲۴۳۴۹	۸۴	خاصدان
۱۷۵۴۹	۸۵	ایرنگس
۳۷۰۶۱	۸۶	
۲۹۰۰۱	۸۷	بیدری کشتی
۲۸۷۵۳	۸۸	بجلی کا لیمپ
۲۵۹۱۲	۸۹	ساڑی کا بارڈر
۱۰۰۴۹	۹۰	
۱۰۷۷۷	۹۱	چمڑے کا بٹوا
۱۵۰۵۶	۹۲	سگریٹ کا تیلی ڈبہ
۱۴۹۱۵	۹۳	چاندی کی کشتی
۱۳۵۱۶	۹۴	ہاتھ کی گھڑی
۸۲۰۹	۹۵	پارکر پن اور پنسل
۱۹۷۴	۹۶	کالا اور سفید گلوبند
۷۰۱۷	۹۷	کمخواب کے ٹکڑے
۲۸۲۳۷	۹۸	سنگار کیس
۷۱۵۵	۹۹	چھاپے کی ساڑی
۸۱۰۳	۱۰۰	
۲۳۰۵۱	۱۰۱	چاندی کا عطردان
۲۹۵۱۶	۱۰۲	چاندی کے کڑے
۲۸۰۳۹	۱۰۳	چاندی کا ہار و گوشوارے
۴۵۹۴	۱۰۴	چاندی کا کیک ڈش
۲۶۹۸	۱۰۵	راکھ کے لیے نقروی کشتی
۲۱۹۵۵	۱۰۶	نقروی مٹھائی کا اسٹانڈ
۲۵۱۲	۱۰۷	ہاتھی دانت کا فوٹو
۷۷۹۴۴	۱۰۸	بجلی کا پنکھا
۷۵۸۴	۱۰۹	نقش کیسہ
۲۱۱۰۸	۱۱۰	اسٹرائیکر کا تھیلا
۲۳۴۲۳	۱۱۱	تیلی کشتی
۱۴۴۱۳	۱۱۲	ڈنر سٹ
۱۲۵۷	۱۱۳	ناشتہ کا سٹ
۵۵۴	۱۱۴	چائے کا سٹ
۸۱۳۷	۱۱۵	سنگار سٹ
۹۶۰۰	۱۱۶	تصاویر
۱۳۸۴۳	۱۱۷	تہ والی کرسی
۱۹۳۱۴	۱۱۸	تصویر
----	----	----
۱۹۳۳۰	۱۱۹	بائیسکل
۳۱۱۹	۱۲۰	گوشوارے
۳۹۷۴۱	۱۲۱	
۱۳۰۵۳	۱۲۲	پاندان
۸۴۵۹	۱۲۳	ترازو
۹۰۰۴	۱۲۴	[illegible]

۲۶۲۳۵	۱۲۵	
۶۸۰۶۹	۱۲۶	لالٹین
۳۹۲۰	۱۲۷	آفتابہ اور سیلابچی
۲۷۶۱	۱۲۸	بستر بند
۲۲۰۰	۱۲۹	استری
۱۷۹۷۷	۱۳۰	زمین کز کپڑا
۲۲۹۸۰	۱۳۱	ریڈیو کیس
۱۳۹۵۰	۱۳۲	شوٹنگ
۲۳۵۰۱	۱۳۳	کافی ست
۱۷۱۷۲	۱۳۴	پیروں کا ٹکڑا
۵۳۲۱	۱۳۵	نہانے اور منہ دھونے کے تولیہ
۱۰۵۰۶۵	۱۳۶	چھ جوانوں کے تولیے
۲۶۱۴۷	۱۳۷	چھ تولیے
۷۵۰۳	۱۳۸	پلنگ کی چادر اور تکیہ کے غلاف
۸۶۵۳	۱۳۹	تانبے
۱۸۰۵	۱۴۰	قالین (بڑا)
۹۷۴۷	۱۴۱	" (چھوٹا)
۱۰۰۲۶	۱۴۲	تھرماس
۲۱۰۹۹	۱۴۳	چھ چائے کے چمچے
۱۳۹۳۰	۱۴۴	چھ کانٹے اور چمچے
۲۶۳۳۰	۱۴۵	چھ چائے دان
۶۱۰۳	۱۴۶	سنگار ست
۱۵۲۵	۱۴۷	چائے کا ست
۳۳۹۸	۱۴۸	ناشتہ کا ست
۲۶۰۷	۱۴۹	سنگار ست
۷۳۷۶	۱۵۰	چمڑے کا تھیلا

جن حضرات کے پاس انعامی ٹکٹ ہوں وہ براہ کرم صبح ۱۰ بجے سے ۴ بجے تک کے اوقات میں اپنے اپنے انعامات ... ڈی سی صاحب سے صاحبزادہ نواب بسالت جاہ کی کوٹھی سیف آباد پر طلب فرمائیں۔

اسکیم راشن بندی کا تفصیلی خاکہ

(بسلسلہ صفحہ ۱۰)

خریدار کا لحاظ رکھا ہے۔

(۲۵) راشن بندی کا ایک اور منشا یہ ہے کہ شہر میں اضلاع سے صرف اتنا ہی غلہ درآمد کیا جائے جو شہریوں کی ضروریات کے لئے کافی ہوتا ہے تاکہ فاضل غذائی پیداوار سے مملکت محروسہ کے دوسرے ضرورتمند حصوں کی احتیاجات کی تکمیل کی جا سکے۔

(۲۶) یہ خیال بالکل غلط ہے کہ راشن بندی کے ذریعہ غلہ بچا کر اس کو ممالک محروسہ سرکار عالی کے باہر بھیجا جائے گا یہ افواہ شدید چور بازاروں نے نفع اندوزی کے لئے پھیلائی ہے۔ کیونکہ راشن بندی کے نفاذ کے بعد چور بازار باقی نہیں رہ سکتا۔